بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 18

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

02 ذوالقعدہ 1446 ہجری قمری ● 01 ہجرت 1404 ہجری شمسی ● 01 مئی 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَاتِلُوۡا
فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ
یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ
اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ○
(سورۃ البقرۃ:191)

ترجمہ:: اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جوتم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 اپریل 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

انوار وبرکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہوسکتی جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے

حیات روحانی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل نمونہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور محبوب الٰہی بننے کا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ (آل عمران:۳۲) یعنی ان کو کہہ دو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوبِ الٰہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جاویں، تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔

کیا مطلب کہ میری پیروی ایک ایسی شے ہے جو رحمت الٰہی سے نا اُمید ہونے نہیں دیتی۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہوگا کہ تم میری پیروی کرو۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت ومشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قربِ الٰہی کا حق دار نہیں بن سکتا۔ انوار وبرکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہوسکتی جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔ اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کرلے۔ اس کو وہ نور ایمان، محبت اور عشق دیا جاتا ہے، جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش وجذبات کی تنگ وتاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے اَنَا الۡحَاشِرُ الَّذِیۡ یُحۡشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیۡ یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ علوم جو مدار نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے جو بتوسط روح القدس انسان کو ملتی ہے اور قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر اور پکار کر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے اور وہ تمام لوگ جو بخل اور عناد کی وجہ سے نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں، وہ شیطان کے سایہ کے نیچے ہیں۔ اس میں اس پاک زندگی کی روح نہیں ہے۔ وہ بظاہر زندہ کہلاتا ہے لیکن مردہ ہے جبکہ شیطان اس کے دل پر سوار ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 66 تا 67، ایڈیشن 2018، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظاہری عمل پر فیصلہ اور باطن کا حساب اللہ پر

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بعض لوگوں سے وحی کی بناء پر مؤاخذہ کیا جاتا تھا اور اب وحی تو منقطع ہوچکی ہے اور ہم تم سے صرف تمہارے انہی عملوں کی بناء پر مواخذہ کریں گے جو ہم پر ظاہر ہوں۔ سو جس نے ہمیں بھلے کام دکھائے ہم اس سے مطمئن ہوں گے اور اس کو ہم اپنے قریب کریں گے اور اس کے اَندرُونے کا ہم سے کچھ واسطہ نہیں۔ اللہ اس کے اَندرُونے کا (اس سے) حساب لے گا۔ اور جس نے ہمیں برے کام دِکھلائے ہم اس سے مطمئن نہیں ہوں گے اور نہ اسے سچا سمجھیں گے، اگرچہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کا اَندرُونہ اچھا ہے۔

❀❀❀

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 11 اپریل 2025 (مکمل متن)
جماعت احمدیہ البانیہ کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
تذکارِ مہدی
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
نماز جنازہ حاضر وغائب
وصایا
اعلانات
پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کی آیت نے شیعوں کے ان دونوں خیالات کا ردّ کردیا

اس خیال کا بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی اکثریت نعوذ باللہ منافق تھی اور صرف اڑھائی آدمی پکے مومن تھے

اور اس خیال کا بھی کہ خلافت کے اصل مستحق حضرت علیؓ تھے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے انکا حق غصب کرلیا تھا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پھر شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت کا اصل حق تو حضرت علیؓ کا تھا اور انہی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت بھی فرمائی تھی مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ جن کو خلافت کی خواہش تھی انہوں نے حضرت علیؓ کا حق غصب کرلیا اور خود خلیفہ بن گئے۔ یہ عقیدہ بھی اوّل تو اس لحاظ سے غلط ہے کہ حضرت علیؓ جیسے بہادر اور شجاع انسان کے متعلق یہ خیال کرلینا کہ وہ ایک امر کو حق سمجھتے ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کا حامل ہوتے ہوئے اس کے خلاف عمل کرنے والوں کے مقابلہ میں خاموش رہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو انہوں نے پسِ پشت ڈال دیا۔ اور عالمِ اسلام کو تباہی کے گڑھے میں گرتے دیکھ کر بھی کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ سمجھا بالکل عقل کے خلاف ہے۔ پھر تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بھی بیعت کی تھی اور پھر حضرت عمرؓ کی بھی بیعت کی تھی اور ان دونوں خلفاء کے ساتھ مل کر وہ کام کرتے رہے بلکہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں بعض سفروں کے پیش آنے پر حضرت علیؓ کو اپنی جگہ مدینہ کا امیر بھی مقرر فرمایا۔ چنانچہ طبریؔ میں لکھا ہے کہ واقعہ جسر کے موقعہ پر جبکہ مسلمانوں کا ایرانی فوجوں کے مقابلہ میں ایک قسم کی زک اُٹھانی پڑی تھی حضرت عمرؓ نے لوگوں کے مشورہ

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

کالا جادو مسلمانوں پر ہوتا ہے احمدیوں پر کیوں نہیں ہوتا ہمارے پر تو آج تک کالا جادو نہیں ہوا، لوگوں نے بڑی کوششیں بھی کی ہیں
وہموں کو دُور کرنے کے لیے اِستغفار زیادہ کرنا چاہئے اور پھر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا چاہئے
جو آخری تین سورتیں ہیں وہ پڑھنی چاہئیں تا کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں کے حسد اور ان کے شر سے بچا کے رکھے، شیطان کے شر سے بچا کے رکھے
اگر کسی کو کالا جادو کرنا ہے تو مجھ پر کر کے دکھادے، میں پھر مان جاؤں گا

دنیاوی حکومتیں علیحدہ علیحدہ رہیں گی لیکن روحانی سربراہ ایک ہی ہوگا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود ہی ہوگا
اور یہ نظام خلافت کے تحت تا قیامت چلتا چلا جائے گا
حکومتیں علیحدہ علیحدہ ہوں گی لیکن آپس میں پیار، محبّت اور بھائی چارہ ہوگا

مختلف ملکوں کی جو ایمبیسیز ہیں ان کے ایمبیڈرز سفیروں کو خط لکھیں،
اپنے سیاستدانوں کو بھی خط لکھیں کہ فلسطین کے لوگوں کیلئے جو ظلم کی چکّی میں پس رہے ہیں، ان کو کوشش کرنی چاہئے
اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنا چاہئے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو

اپنے بچوں کی تربیت کریں، ان کو دین سکھائیں، ان کو اس طرف راغب کریں کہ انہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل بھی کرنا ہے اور اس کو پھیلانا بھی ہے اور خود بھی اس بات کی کوشش کریں

اگر خاص طور پر سورۃ الکہف کی پہلی اور آخری دس آیتوں کے مضمون پر غور کریں گی، تو پتا لگ جائے گا کہ
اس میں توحید کا قیام، تثلیث کا انکار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی بیان کی گئی ہے

آج کل دنیا میں عمومی طور پر اللہ تعالیٰ اور روحانیت سے دُوری کا رجحان ہے تو ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے لوگوں کو قریب لائیں
اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی طرف لوگوں کو توجہ دلائیں اور اس کے لیے جو تجربہ کار لوگ ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے تجربات لوگوں کے سامنے بیان کریں
اپنی دعاؤں کی قبولیت کے تجربات بیان کریں

حکمت و دانائی سے پیغام پہنچانا چاہئے اور یہ پہنچاتے رہیں
ایک وقت ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا کہ ان لوگوں کو مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کے علاوہ چارہ کوئی نہیں ہوگا

اگر یہ لوگ، جو امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تو جو لوگوں کے بنائے ہوئے امام ہیں ان کے پیچھے ہم کیوں نماز پڑھیں؟
اس لیے ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، انہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے امام کو نہیں مانا تو ہم ان کے بنائے ہوئے امام کو کیوں مانیں؟

نومبائعین کو صرف ایک دفعہ بیعت کرا کے یا نظام میں شامل کر کے چھوڑ نہ دیا کریں
نوجوانوں، نومبائعین، بچوں کے لیے ایسے پروگرام کریں جو interactive ہوں
زیادہ وقت interactive پروگرام ہونا چاہئے، سوال جواب ہوں نوجوانوں اور نومبائعین کو قریب لانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران جماعت احمدیہ البانیہ کی ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

مورخہ 5 نومبر 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جماعت احمدیہ البانیا کے ممبران کی آن لائن ملاقات ہوئی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ افراد جماعت نے البانیا کے دار الحکومت ترانہ (Tirana) میں واقع مسجد بیت الاوّل سے آن لائن شرکت کی۔ اس ملاقات کا آغاز تلاوت اور نظم سے ہوا۔

ملاقات کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الاوّل کی تعمیر کی بابت دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ اس کا افتتاح 2003ء میں ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ایک کشادہ مسجد ہے، لیکن لوگ کم ہیں۔ اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں سے بھرنے کی کوشش کریں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں مسجد بیت الاوّل کے متعلق ایک ویڈیو پریزنٹیشن (presentation) پیش کی گئی جس میں مسجد اور اس کے احاطے میں موجود عمارات کے مناظر تفصیل سے دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ البانیا جماعت کی مسجد ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیت الاوّل رکھا تھا۔

مزید مناظر دکھاتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ مَردوں کا ہال ہے جس میں ہم اس وقت حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ اس میں ایک ٹرانسپیرنٹ (transparent) گنبد ہے جس سے مین (main) ہال میں کافی روشنی ہو جاتی ہے۔ اوپر لجنہ کا ہال ہے اور یہ اس وقت ہمارے بالکل اوپر موجود ہے۔ مسجد کے مکمل احاطہ کی بابت بتایا گیا کہ یہ 33676 مربع میٹر پر مشتمل ہے۔ اس کے اطراف تقریباً 220/ زیتون اور مختلف پھلوں کے درخت بھی لگوائے گئے ہیں۔

پھر مشن ہاؤس کے مناظر دکھاتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ مشن ہاؤس ہے اور اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دار الفلاح رکھا تھا۔ گراؤنڈ فلور میں بائیں ہاتھ پر لیکچر ہال ہے جہاں پر ہمارے اجلاسات وغیرہ ہوتے ہیں۔ پھر لائبریری ہے یہاں بیٹھ کے ہم discussions کرتے ہیں۔

پھر پہلی منزل پر جانے کے مناظر دکھاتے ہوئے بتایا گیا کہ یہاں پر دفاتر ہیں اور پہلے ایک کافی بڑا سٹنگ (sitting) روم ہے اور دفاتر ہیں۔

مسجد کے احاطہ میں موجود ایک اَور عمارت کے مناظر دکھاتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ ایک چھوٹا سا کوارٹر ہے جو کہ دو کمروں، ایک چھوٹے ہال، کچن اور باتھ روم پر مشتمل ہے۔

مسجد جہاں واقع ہے اس کے حوالے سے بتایا گیا کہ یہ شہر کی داخلی گزرگاہ ہے اور یہاں سے ڈیڑھ دو کلومیٹر میں آبادی شروع ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ کیا پبلک ٹرانسپورٹ یہاں آتی ہے اور لوگوں کی access ہے؟ اس پر اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا گیا کہ اکثر احباب شہر میں ہوتے ہیں تو پھر ان کو یہاں پر پبلک ٹرانسپورٹ یا کاروں سے آنا پڑتا ہے۔

ویڈیو پریزنٹیشن کے بعد شاملینِ مجلس کو مختلف موضوعات پر سوالات پوچھنے اور حضور انور سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔ جن احباب نے مقامی زبان

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

”بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کیے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔“

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

غزوۂ خیبر اور غزوۂ ذات الرّقاع کے تناظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ؍اپریل 2025ء بمطابق 11 ؍شہادت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

غزوۂ خیبر کے بعد کے کچھ واقعات بیان ہو رہے ہیں جن میں سے ایک اہل تَیْمَاء کی مصالحت کا واقعہ بھی ہے۔ تَیْمَاء مدینہ سے شام کے راستے میں ایک معروف شہر تھا جو مدینہ سے تقریباً چار سو کلومیٹر پر واقع تھا۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 303 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تیماء کے یہود کو جب خیبر، فدک اور وادی القریٰ کے حالات کی خبر ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی محاذ آرائی کرنے کی بجائے از خود آدمی بھیج کر صلح کی پیشکش کی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور تیماء کے یہود کو اپنے مال و متاع کے ساتھ اپنے علاقے میں رہنے کی اجازت دے دی۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد 6 صفحہ 352 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(غزوات و سرایا صفحہ 388 فریدیہ پبلشرز ساہیوال)

اسی موقع پر نماز فجر کی تاخیر سے ادائیگی کا بھی واقعہ بیان ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے لوٹے تو ساری رات چلتے رہے۔ پھر جب آپؐ کو نیند آئی تو مدینہ کے قریب آرام کے لیے پڑاؤ کیا اور بلال سے فرمایا کہ آج رات ہماری نماز کے وقت کی حفاظت کرو یعنی تم دیکھتے رہنا نماز کے وقت جگا دینا۔ پھر حضرت بلالؓ نے جتنی ان کے لیے مقدر تھی نماز پڑھی۔ وہ جاگنے کے لیے ساری رات نفل پڑھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سو گئے۔ جب فجر کا وقت قریب آیا تو بلال نے صبح پھوٹنے کی سمت رخ کرتے ہوئے اپنی سواری کا سہارا لیا تو بلال پر بھی نیند غالب آ گئی جبکہ وہ اپنی اونٹنی سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پس نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے، نہ بلال اور نہ آپؐ کے صحابہ میں سے کسی میں سے کوئی، یہاں تک کہ دھوپ ان پر پڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے سب سے پہلے جاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند ہوئے اور فرمایا اے بلال! بلال نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میری روح کو بھی اسی ذات نے روکے رکھا جس نے آپؐ کو روکے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے روانگی کا حکم فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی سواریوں کو تھوڑا سا چلایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دور جا کے قیام کیا، وہاں وضو کیا اور بلال کو حکم فرمایا۔ انہوں نے نماز کی اقامت کہی۔ پھر آپ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ اس جگہ پہ جہاں آپؐ سوئے تھے وہاں نہیں پڑھائی بلکہ آگے جا کے کھلی جگہ پر باجماعت پڑھائی۔ جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے فرمایا کہ جو نماز بھول جائے یعنی جو شخص نماز بھول جائے تو اسے چاہیے کہ جب یاد آئے اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز کو میرے ذکر کے لیے قائم کرو۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ...... 680) (سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 149 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یہ بھی یہاں واضح ہو کہ نمازِ فجر کی تاخیر کا واقعہ کئی غزوات کے سفر میں بیان ہوا ہے۔ بعض اس کو تبوک کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ بعض نے حدیبیہ کے موقع پر بیان کیا ہے۔

(تاریخ الخمیس جزء ثانی صفحہ 437 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (لؤلؤ المکنون، جلد 3 صفحہ 477 للنشر والتوزیع)

ممکن ہے کہ راوی کو سہو ہو گیا ہو اور کسی دوسری جنگ کا واقعہ اس کے ساتھ بیان کر دیا ہو یا ممکن ہے کہ ایک سے زائد مرتبہ یہ واقعہ ہوا ہو۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔

مدینہ سے واپسی کے دوران صحابہؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ مدینہ سے واپس آتے ہوئے لوگ ایک وادی پر چڑھے۔ انہوں نے اپنی آوازیں تکبیر سے بلند کیں۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا آواز کو دھیما رکھو۔ تم کسی بہرے کو نہیں بلا رہے اور نہ غیر حاضر کو۔ اللہ تعالیٰ سننے والا بھی ہے اور حاضر بھی ہے۔ اس لیے درمیانی آواز رکھو۔ تم تو اس کو بلا رہے ہو جو بہت سننے والا اور نہایت قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا تو آپؐ نے مجھے سن لیا اور میں کہہ رہا تھا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ جب میں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سن لی۔ اس پر آپؐ نے مجھے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ ابوموسیٰ اشعری کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ تو مَیں نے عرض کیا کہ مَیں حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک کلمہ کا پتہ نہ دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ فرمایا یہ کلمہ ہے کہ نہ بدی سے بچنے کی طاقت ہے انسان میں اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے کسی انسان میں مگر اللہ کی توفیق سے یہ ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر حدیث 4205)

پس اس طرف آپؐ نے توجہ دلائی اور فرمایا تم وہ کلمہ پڑھ رہے تھے اور یہ تو بڑا اعلیٰ کلمہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے۔ بہرحال مدینہ کی طرف سفر جاری رہا اور اسلامی لشکر جو مدینہ سے محرم سات ہجری کو روانہ ہوا تھا خدا تعالیٰ کے افضال اور کامیابیوں کو بھرپور انداز میں سمیٹتے ہوئے صفر کے آخری ایام میں یا ربیع الاول کے ابتدا میں واپس مدینہ پہنچ گیا۔ (غزوات و سرایا صفحہ 388 فریدیہ پبلیشرز ساہیوال)

خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدتِ اقامت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں چھ ماہ قیام فرمایا۔ آپ اس دوران میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھاتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چالیس دن تک رہے۔ (سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 156 دار الکتب العلمیۃ بیروت) زیادہ تر روایات کم قیام کی بابت ہی ملتی ہیں۔

فتح خیبر کے مسلمانوں کے حق میں بہت سے اثرات ظاہر ہوئے۔ خیبر کی فتح کا ایک بنیادی اثر یہ ہوا کہ عرب میں اردگرد کے بہت سے قبائل جو پہلے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھے وہ خوفزدہ ہو گئے اور کچھ نے تو صلح کا ہاتھ بڑھایا۔ کچھ نے اطاعت قبول کرنے میں عافیت جانی اور اس طرح مسلمانوں کے سیاسی وقار میں اضافہ ہوا۔ فتح خیبر کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ جزیرۂ عرب میں یہود کی طاقت تقریباً ختم ہو کر رہ گئی۔ مدینہ کے یہود اور خیبر کے یہود عرب کے خطے میں بڑی حد تک اقتصادی اور فوجی طاقت کی ایک علامت سمجھے جاتے تھے اور اسلام کے خلاف خاص طور پر عداوت و بغض میں اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ کم و بیش ہر بڑی جارحیت میں دشمن کو ان کی پشت پناہی حاصل ہوتی تھی۔

تیسرا بنیادی اثر مدینہ کے مسلمانوں کی اپنی معیشت پر بہت مثبت رنگ میں ہوا۔ حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی فتح تھی کہ جس کے بعد ہمیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوا۔ اس

سے پہلے تو پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں کھا سکتے تھے۔ خیبر کے بعد مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کا سامان اس قدر ہو گیا تھا کہ اب انہوں نے اپنے انصار بھائیوں کو وہ ساری جائیدادیں اور حصے واپس لوٹا دیے جو انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اس وقت عطا کیے تھے جب یہ غربت اور تنگی کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے یہاں آئے تھے۔ اس ضمن میں حضرت انسؓ کی ایک بہت دلچسپ روایت ہے جس میں یہ ساری تفصیل بھی آ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو وہ اس حال میں تھے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا اور مدینہ کے انصار زمین اور مال مویشی والے تھے تو انصار نے اس طرح تقسیم کی کہ وہ ہر سال اپنی پیداوار کا نصف پھل ان مہاجرین کو دیتے۔ حضرت انسؓ کی والدہ نے اپنا پھلدار کھجور کا درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درخت ام ایمن کو دے دیا۔ خود نہیں رکھا ام ایمن کو دے دیا۔ اب جب خیبر سے واپسی پر مہاجرین نے انصار کو ان کے اموال واپس لوٹا دیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کی والدہ کو کھجور کا درخت واپس لوٹا دیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے جب ام ایمن کو بتایا کہ یہ درخت اب ہمیں واپس مل گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں ہرگز یہ واپس نہیں کروں گی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا ہے۔ شاید وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے آپ کی دی ہوئی چیز واپس دینا نہیں چاہتی تھیں بہرحال جو بھی وجہ تھی۔ انہوں نے کہا میں نے تو اب یہ واپس نہیں کرنا۔ حضرت انس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر ساری بات بتائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمنؓ سے فرمایا کہ ام ایمن! تم یہ درخت دے دو۔ اس کے بدلے میں اتنے اتنے درخت آپ کو دوں گا لیکن وہ نہیں مان رہی تھیں۔ وہ کہتی ہیں یہ شروع میں آپ نے دیا ہے۔ بڑی برکت والا ہے میں تو نہیں دیتی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بدلے دس گنا درخت دیے تب انہوں نے وہ درخت واپس کر دیا۔

(بخاری کتاب الھبة و فضلھا ...... باب فضل المنیحة حدیث 2630) (مسلم کتاب الجہاد والسیر باب رد المھاجرین الی الانصار ...... حدیث 1771) (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 151 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

تاریخ میں ایک غزوہ کا ذکر ملتا ہے جو غزوۂ ذات الرّقاع کہلاتا ہے اس غزوے کو غزوہ مُحَارِب، غزوہ بنو ثَعْلَبَہ اور غزوہ بنو اَنْمَار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان قبائل کی طرف یہ غزوہ ہوا تھا۔ غزوۂ ذاتُ الرِّقاع کا نام غزوة الْأَعَاجِیْب بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس غزوہ میں بہت سے عجیب وغریب واقعات یعنی معجزات بھی پیش آئے تھے۔ اس غزوہ کے نام ذات الرقاع کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس علاقے میں ایک درخت یا پہاڑ تھا جس کا نام ذات الرقاع تھا۔ اس لیے اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع بھی پڑ گیا۔

(سیرت الحلبیہ جلد 2 صفحہ 366 دار الکتب العلمیة بیروت)

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 333 دار الکتب العلمیة بیروت)

ایک اور وجہ تسمیہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کی ہے کہ صحابہ کے پاس سواریاں بہت تھوڑی تھیں۔ یہ خود بھی چھ افراد تھے جنہیں صرف ایک سواری میسر تھی۔ اس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ سنگلاخ زمین پر چلنے کی وجہ سے، پتھریلی زمین تھی اس پر چلنے کی وجہ سے صحابہؓ کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے اور وہ پھٹے پرانے کپڑوں کو پاؤں پر لپیٹ لپیٹ کر چلتے تھے۔ خود حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے بھی نہ صرف یہ کہ پاؤں زخمی تھے بلکہ ناخن تک زخمی ہو گئے تھے، ناخن اکھڑ گئے تھے۔ کپڑے کی پٹیوں کو چونکہ رِقَاع کہا جاتا ہے اس لیے اس غزوہ کا نام غزوہ ذاتُ الرِّقاع یعنی پٹیوں والا غزوہ مشہور ہو گیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع حدیث نمبر 4128)

بہرحال یہ اس کے مختلف نام ہیں۔ ایک اَور جگہ یہ لکھا ہے کہ جس سرزمین پر یہ غزوہ ہوا اس زمین کے کئی رنگ تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس جنگ میں مختلف رنگ کے گھوڑے تھے۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ اس جنگ میں جھنڈوں میں پٹیاں بنائی گئی تھیں یا مختلف پٹیوں کو جوڑ کر جھنڈے بنائے گئے تھے۔ اس کو ذاتُ الرِّقاع کہا گیا۔ بعض نے کہا کہ ان سب مختلف امور کے اکٹھے ہونے کی وجہ سے اس کو ذات الرقاع کہا گیا ہے۔

(السیرة الحلبیہ جلد 2 صفحہ 371 دار الکتب العلمیة بیروت) (شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 525 دار الکتب العلمیة بیروت) (شرح الزرقانی علی موطا جلد 1 صفحہ 542 دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس غزوہ کا ایک نام غزوہ صلوٰة الخوف بھی ہے کیونکہ اس غزوہ میں نمازِ خوف ادا کی گئی تھی۔

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 521 دار الکتب العلمیة بیروت)

اس غزوہ کی تاریخ کے متعلق اختلاف ہے۔ کتب تاریخ و سیر کے مطابق غزوۂ ذات الرقاع چار یا پانچ ہجری میں ہوا تھا۔ چنانچہ ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے غزوۂ ذات الرقاع کو چار ہجری میں غزوۂ بنو نضیر کے تین ماہ بعد قرار دیا ہے۔ ابن سعد کے نزدیک یہ پانچ ہجری کو ہوا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 614 دار الکتب العلمیة بیروت) (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 46-47 دار الکتب العلمیة بیروت)

جبکہ امام بخاری نے ایک قوی شہادت کے ذریعہ اس غزوہ کو فتح خیبر کے بعد سات ہجری کا غزوہ بیان کیا ہے۔ وہ شہادت یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اس غزوہ میں شامل تھے اور چونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ غزوہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ وہاں خیبر میں آ کے آپ (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ) شامل ہوئے تھے اس لیے سات ہجری کی تاریخ اس غزوے کی زیادہ قرین قیاس ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ کے آخر میں اپنی کتاب کے بقیہ حصے کے لیے جو عناوین درج کیے ہیں ان میں غزوۂ ذات الرقاع کو غزوۂ خیبر کے بعد سات ہجری کا غزوہ قرار دیا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 838)

اس غزوہ کا ایک سبب یہ تھا کہ نجد کے علاقے میں بعض لوگ وقتاً فوقتاً چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں کر کے مسافروں کو پریشان کرتے تھے۔ یہ لوگ کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ اس لیے ان پر قابو پانا خاصا مشکل کام تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف مؤثر کارروائی کا فیصلہ کیا۔

(ماخوذ از سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 8 صفحہ 468 دار السلام)

اس غزوہ کا دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی تجارت کا سامان لے کر مدینہ آیا۔ مدینہ کے لوگوں نے اس سے سامان خریدا تو وہ ان مسلمانوں سے کہنے لگا کہ بنو اَنْمَار اور بنو ثَعْلَبَہ تمہارے لیے ایک لشکر جمع کر چکے ہیں لیکن تم ان سے غافل ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو مدینہ پر نگران مقرر کیا اور سفر کی تیاری کی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت ابوذَرّ غِفَاریؓ کو نائب مقرر کیا۔ ابن سعد اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کو نگران مقرر کیا۔ (شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 527-528 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 175 دار الکتب العلمیة بیروت)

بہرحال پھر آپؐ سفر پر روانہ ہوئے۔ غزوہ کے حالات اور واقعات کے بارے میں مزید یوں ذکر ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چار سو آدمیوں کے ساتھ یا بعض روایات کے مطابق سات سو یا آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور وادی شُقْرَہ میں پہنچے۔ وادی شُقرہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ اس میں ایک دن قیام کیا اور اِدھر اُدھر دستے روانہ کیے۔ رات تک تمام دستے واپس لوٹ آئے اور انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا اور انہوں نے قدموں کے نشانات بھی مٹا دیے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ نخل میں آ گئے۔ نخل مدینہ سے تقریباً باسٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ جب ان قبائل کے ٹھکانوں تک پہنچے تو وہاں عورتوں کے علاوہ کسی کو نہ پایا۔ عورتوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ بعض مؤرخین نے عورتوں کو گرفتار کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ گرفتاری کوئی نہیں ہوئی اور بدو لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 175 دار الکتب العلمیة بیروت)

(ماخوذ از سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 8 صفحہ 474 دار السلام)

مرد دوڑ گئے، عورتیں وہاں رہ گئیں۔ بعض کے نزدیک گرفتار ہوئے۔ بعض کے نزدیک زیادہ اغلب خیال یہی ہے کہ عورتوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نخل (جو ایک جگہ ہے) سے ذات الرقاع گئے۔ وہاں غطفان کے لشکر سے سامنا ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ البتہ آمنے سامنے رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حملے کا خوف رہا اور یہ خدشہ رہا کہ دشمن کسی بھی لمحے اچانک حملہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ دشمن کی طرف سے حملہ ہو سکتا ہے اس دوران نماز کا وقت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰة خوف ادا فرمائی۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع حدیث نمبر 4127)

یعنی ایسی نماز جس میں کچھ لوگ شامل ہوئے۔ آدھے لوگ پہلی ایک رکعت میں شامل ہوئے آدھے نصف نماز میں شامل ہوئے پھر پیچھے ہٹ گئے اور پھر دوسرا گروپ آ گیا وہ شامل ہوا اور انہوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی سورۃ النساء میں ملتا ہے کہ ایسی خوف کی حالت جب ہو تو اس میں کس طرح نماز پڑھنی ہے تا کہ دشمن حملہ نہ کرے۔ بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور کہنے لگے آپ ان کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد ایک نماز ہے جو ان کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دشمن کے منصوبے کی خبر دی۔ ایک نماز پہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگلی نماز پہ حملہ کریں گے۔ بہرحال یہ ان کی روایت ہے سبل الھدیٰ میں کہ دشمن کے منصوبے کی خبر جبرئیل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے عصر کے وقت صلوٰة خوف پڑھائی۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ یہ پہلی صلوٰة خوف تھی جو آپ نے پڑھائی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 175 دار الکتب العلمیة بیروت)

شارح بخاری یعنی بخاری کی شرح لکھنے والے علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ نماز خوف کے بارے میں اختلاف ہے کہ پہلی مرتبہ کس سال اس کے بارے میں حکم نازل ہوا۔ جمہور علماء کا کہنا ہے کہ پہلی مرتبہ غزوہ ذات الرقاع میں یہ نماز ادا کی گئی تاہم کس سال یہ حکم نازل ہوا اس کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ کسی نے چار ہجری، کسی نے پانچ، کسی نے چھ اور کسی نے سات ہجری بیان کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق نماز خوف غزوۂ بدر الموعد سے قبل پہلی مرتبہ ادا کی گئی جو شوال چار ہجری میں ہوا تھا۔ (عمدة القاری جلد 6 صفحہ 376 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(فتح الباری جلد 5 صفحہ 348-349 قدیمی کتب خانہ)

اس موقع پر ایک شخص کا صحابہؓ پر حملہ کرنے کے واقعہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ایک جگہ پر قیام فرمایا۔ اس وقت تیز ہوا چل رہی تھی۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے جو آج رات ہمارے لیے پہرہ دے گا۔ اس پر حضرت عَبَّاد بن بِشرؓ اور حضرت عَمّار بن یاسرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم

آپؐ کے لیے پہرہ دیں گے۔ اس کے بعد وہ دونوں گھاٹی کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔ حضرت عباد بن بشرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ ابتدائی رات مَیں پہرہ دے لوں گا اور ان کو کہا کہ تم سو جاؤ اور آخری رات میں تم پہرہ دے دینا تا کہ میں سو جاؤں۔ چنانچہ حضرت عمار بن یاسر تو سو گئے اور حضرت عباد بن بشرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ بہرحال یہ بیان ہوا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو رات کو دشمن کے ایک شخص نے ان کو دیکھ لیا۔ درے پر حضرت عباد بن بشرؓ کا سایہ دیکھا کہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہل جل ہو رہی تھی تو اس نے بہرحال سوچا کہ مسلمانوں کا کوئی شخص ہے وہ پہرہ دے رہا ہے۔ یہی سوچا ہو گا اس نے۔ اس نے تیر چلایا کہ یہ ہمارا دشمن ہے۔ حضرت عباد بن بشرؓ کے جسم میں تیر لگا۔ حضرت عباد بن بشرؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس میں مصروف تھے۔ انہوں نے تیر نکال کے پھینک دیا۔ نماز نہیں توڑی بلکہ نماز پڑھتے رہے۔ تیر نکالا پھینک دیا۔ نماز جاری رکھی۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا۔ وہ بھی انہیں لگا۔ انہوں نے اس کو بھی نکال کے پھینک دیا۔ پھر جب اس نے تیسرا تیر مارا تو حضرت عباد بن بشرؓ کا کافی خون بہ نکلا۔ انہوں نے نماز مکمل کی اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو جگایا۔ جب اس شخص نے دوسرے شخص کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عباد بن بشرؓ کو زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ پہلے کیوں نہیں جگایا تو کہنے لگے کہ مَیں نماز میں سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہا تھا اور میرا دل نہیں چاہا کہ میں اس کی تلاوت کو منقطع کر دوں۔

(سیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 368-369 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 617-618 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یہ ایک عجیب تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا اور اخلاص تھا، وفا تھی۔ عبادت کا شوق تھا ان لوگوں میں کہ زخم کی کوئی پروا نہیں کی۔ بعض روایات میں یہ بھی ذکر ہے کہ تیر حضرت عمار بن یاسرؓ کو لگا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 180 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال پندرہ دن کی اس مہم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے اور آپ نے جُعَالْ بن سُراقہ کو مدینہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ مدینہ والوں کو مسلمانوں کی سلامتی کی خوشخبری دیں۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 370 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صِرَارْ مقام پر اترے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے تو اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا اور وہاں سارا دن قیام فرمایا مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی یعنی شام کا وقت ہوا تو مدینہ میں داخل ہوئے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 180 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 47 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس غزوہ میں بعض معجزات بھی ظاہر ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ یہ معجزات کا غزوہ بھی کہلاتا ہے۔ ایک تو مشہور واقعہ دشمن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتنے کا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے۔ لوگوں کو دوپہر کا وقت بہت کانٹوں والی ایک وادی میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا۔ اس وقت دوپہر ہو گئی تھی اور لوگ بھی درختوں کا سایہ تلاش کرتے ہوئے اِدھر اُدھر قیام کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے۔ آپؐ نے اپنی تلوار لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ ہم کچھ دیر سوئے۔ پھر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس آئے تو کیا دیکھا کہ آپؐ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے میری تلوار پکڑ لی اور میں سویا ہوا تھا۔ میں جاگا تو وہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟ مَیں نے کہا اللہ! تو اس نے تلوار کو نیام میں داخل کر لیا اور وہ یہ ہے جو بیٹھا ہوا ہے۔ آپؐ نے اس حملہ آور کو کوئی سزا نہیں دی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع حدیث 4135)

(صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب تفرق الناس عن الامام...... حدیث 2913)

اس شخص کا نام غَوْرَثْ بن حَارِث بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کا نام غَوْرَکْ تھا۔ بعض نے غُوَیْرُثْ بھی کہا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع حدیث 4136)

(السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 369 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 532 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس شخص کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ بھی کہ اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ البتہ اس نے آپؐ سے یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ کبھی آپؐ کے مقابلے پر نہیں آئے گا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 369 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (شرح الزرقانی جلد 2 صفحہ 530 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتنے والا ایک اَور واقعہ بھی روایات میں ملتا ہے جس میں دُعْثُور نامی شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا ذکر ہے۔ بعض علماء نے ان دونوں واقعات کو ایک ہی واقعہ بیان کیا ہے اور بعض کے نزدیک یہ دونوں واقعات دو الگ الگ مواقع کے ہیں۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 369 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دُعْثُور کے حملہ کرنے کا واقعہ تین ہجری میں غزوہ ذِی اَمَر یا غزوۂ بنی غطفان سے واپسی پر پیش آیا جو یوں ہے کہ مشرکوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو وہ اپنے سردار دُعْثُور کے پاس آئے۔ یہ شخص ان میں سب سے زیادہ بہادر تھا۔ مشرکوں نے اسے کہا کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تنہا لیٹے ہوئے ہیں۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ ان سے نمٹ لو۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ خود دُعْثُور نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا کہ اگر اس وقت بھی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل نہ کروں تو اللہ خود مجھے ہلاک کر دے۔ بہرحال یہ کہہ کر وہ دُعْثُور تلوار سونتتے ہوئے چلا اور بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے پہنچ کر رکا۔ پھر اچانک اس نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا۔ آج یا یہ کہا کہ اب اس وقت آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے فرمایا: اللہ مجھے تم سے بچائے گا۔ اس پر وہ زمین پر گر گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس کی تلوار اٹھا لی اور اسے فرمایا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس پر دُعْثُور نے کہا، لَا۔ کوئی بھی نہیں۔ مجھے تو اب کوئی نہیں بچا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کہنے لگا کہ اللہ کی قَسم! آئندہ میں کبھی آپ کے خلاف لوگوں کی جتھہ بندی نہیں کروں گا۔ یہ اس نے عہد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اسی کو عنایت فرما دی اور ایک روایت میں ہے کہ دُعْثُور آپ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگا۔ اللہ کی قَسم! آپؐ احسان کرنے کے معاملے میں مجھ سے بہتر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا۔ أَنَا أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْكَ۔ میں تم سے اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ احسان کروں اور دُعْثُور اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا لیکن اس کا حال ہی بدلا ہوا تھا۔ وہ اپنی قوم کو تبلیغ کر رہا تھا۔ دُعْثُور نے واقعہ بیان کیا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔ کس طرح میں گر گیا۔ وہ گرنے کے واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے وہاں ایک دراز قد آدمی کو دیکھا۔ جب میں وہاں تلوار سونت کر کھڑا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت دراز قد آدمی وہاں آیا ہے اس نے مجھے دھکا دیا تو میں پیٹھ کے بل گر گیا۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں ان کے خلاف کبھی کوئی جنبش نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے لگا۔ ایک جگہ یہ واقعہ اس طرح بھی لکھا ہے۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 290، 369 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 176، جلد 10 صفحہ 257-258 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وہیں ایک پرندے کا واقعہ بھی ہوا۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ صحابہ میں سے ایک شخص پرندے کا بچہ لے کر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس پرندے کی ماں یا باپ یا ماں باپ دونوں تھے یا ان میں سے ایک نے اپنے آپ کو اس صحابی کے سامنے گرا دیا جس نے اس کے بچے کو پکڑا تھا۔ پرندے کے بچے کو پکڑا ہوا تھا تو پرندہ آیا، ماں یا باپ میں سے بڑا پرندہ جو تھا اور ان کے سامنے گر گیا۔ وہ گر گیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا وہ اس سے تعجب کر رہے تھے۔ بڑے حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ہے کہ پرندہ آ کے خود بیٹھ گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اس پرندے پر تعجب کرتے ہو کہ کیوں یہ اپنی جان اپنے بچے کی خاطر پیش کر رہا ہے۔ تم نے اس کے بچے کو پکڑ لیا ہے اور اس نے اپنا آپ اپنے بچے کو چھڑانے کے لیے پیش کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی قَسم! تمہارا رب اس پرندے سے بھی زیادہ تم پر رحم کرتا ہے۔ (امتاع الاسماع جلد 5 صفحہ 275 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جس طرح یہ اپنے بچے پر رحم کے لیے آیا ہے اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ رحم کرتا ہے۔

جنونی بچے کی شفا کا ایک واقعہ ان معجزات میں بیان ہوا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں نکلے تو راستے میں ایک دیہاتی عورت اپنے بیٹے کے ساتھ آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر شیطان غالب آ چکا ہے۔ یعنی جنون کا حملہ ہوتا ہے اس کو۔ جنونی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ نے اس کا منہ کھولا اور اس میں لعاب ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ دعا کی آپ نے۔ یہی کلمات تین دفعہ کہے۔ پھر فرمایا اس بچے کو لے جاؤ اس کو پھر یہ تکلیف کبھی نہیں ہو گی۔

(امتاع الاسماع جلد 5 صفحہ 260 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تین انڈوں میں برکت کے واقعہ کا ایک ذکر ہے۔ یہ شتر مرغ کے انڈے تھے۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع میں عُلْبَہ بن زید حارثی تین انڈے لائے جو کہ شتر مرغ کے انڈے دینے کی جگہ میں پڑے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اے جابر! ان کو لے لو اور ان انڈوں کو پکاؤ۔ میں نے ان کو پکایا اور ان کو ایک پیالے میں لے کر آیا۔ پھر میں نے روٹی تلاش کی لیکن نہ ملی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ روٹی کے بغیر ان کو کھانے لگے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ پیٹ بھر گیا اور پیالے میں انڈے ویسے ہی تھے جیسے شروع میں تھے۔ پھر بہت سے صحابہ کرامؓ نے اس میں سے کھایا اور پھر ہم آگے روانہ ہو گئے۔ (امتاع الاسماع جلد 7 صفحہ 321 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس موقع پر ایک اونٹ کے قصہ کا بھی ذکر ملتا ہے جس نے اپنے مالک کی شکایت کی تھی۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع سے واپس لوٹے یہاں تک کہ ہم حَرَّہ میں پہنچے تو ایک اونٹ تیزی سے آیا اور اس نے بلبلانا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس اونٹ نے کیا کہا ہے؟ یہ اونٹ اپنے آقا کے خلاف مجھے شکایت کر رہا تھا۔ اس کا آقا کئی سالوں سے اس سے اپنا کام لے رہا ہے اور اب وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اے جابر! اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اس کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت جابر کہتے ہیں مَیں نے

عرض کیا کہ میں تو اس کو نہیں پہچانتا کہ مالک کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ اس مالک پر تیری راہنمائی کرے گا۔ اس اونٹ کو چھوڑ دو یہ مالک کے پاس پہنچ جائے گا۔ پس وہ اونٹ ان کو لے کر چلا گیا یہاں تک کہ اس کے مالک تک پہنچا دیا۔ کہتے ہیں میں اس کو آپ کے پاس لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اونٹ کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے وہ اونٹ آپؐ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ آپؐ نے اسے جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ (معجم الأوسط جلد 9 صفحہ 54 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس موقع پر حضرت جابرؓ کا اونٹ گم ہونے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اندھیری رات میں میرا اونٹ گم ہو گیا۔ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تیرا اونٹ فلاں جگہ ہے جا اور اس کو پکڑ لے۔ میں اس طرف گیا لیکن مجھے اونٹ نہ ملا۔ میں واپس آیا۔ میں نے دوبارہ اسی طرح کہا۔ آپ نے دوبارہ مجھے اسی طرح فرمایا۔ کہتے ہیں میں دوبارہ گیا لیکن مجھے اونٹ نہ ملا تو میں واپس آ گیا۔ اس پر آپؐ نے شفقت فرماتے ہوئے کہا چلو۔ میرے ساتھ چلو۔ آپؐ میرے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم اونٹ کے پاس گئے اور آپ نے اونٹ مجھے پکڑا دیا۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 177 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ان کے سست اونٹ کا ایک واقعہ بھی ملتا ہے۔ اسی غزوہ کی بابت حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میرا اونٹ سست ہو گیا اور تھک گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا جابر! میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یہ میرا اونٹ سست ہو گیا ہے اور وہ تھک گیا ہے اور میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپؐ اپنی سواری سے اترے۔ پھر فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے۔ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر میں پانی کا ایک پیالہ لایا۔ آپ نے اس میں پھونک ماری اور اس اونٹنی کے سر اور کمر پر چھڑک دیا اور اس کی پیٹھ پر بھی چھڑک دیا۔ پھر فرمایا مجھے عصا دو، ایک سوٹی دو۔ میں نے اپنا عصا دیا یا اس طرح کہا کہ میں نے درخت سے چھڑی کاٹ کے آپ کو دی۔ بہرحال آپؐ نے اس سے کچھ ضربیں اس اونٹ کو لگائیں اور اپنی چھڑی سے اسے کھینچنے لگے۔ پھر فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا۔ اس اونٹ پہ چڑھ گیا۔ میں نے اونٹ کو دیکھا کہ وہ اتنا تیز ہو گیا کہ اب میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکلنے سے روکنے لگا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تو حضور مجھ سے باتیں کرنے لگے اور پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ تو میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے۔ فرمایا نوجوان کنواری سے کیوں شادی نہیں کی؟ تم نوجوان ہو تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔ مَیں نے عرض کیا کہ میری بہنیں ہیں۔ جابر کے والد جنگِ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی سات بیٹیاں تھیں جو جابر کی بہنیں تھیں۔ کہتے ہیں مَیں نے کہا بہنیں ہیں میری اور میں نے سوچا کہ میں کسی ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کی دلجوئی کرے اور ان کی کنگھی چوٹی کرے، ان کی پرورش کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم گھر پہنچنے والے ہو جب پہنچو تو عقل مندی سے، احتیاط سے کام لینا۔ یہ نصیحت فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنا یہ اونٹ بیچتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھ سے ایک اوقیہ چاندی پر خرید لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مدینہ پہنچے اور میں اگلی صبح پہنچا۔ ہم مسجد میں آئے تو مَیں نے آپؐ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپؐ نے فرمایا اب پہنچے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو چنانچہ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا اسے ایک اوقیہ چاندی تول کر دے دو۔ وہی اونٹ کی قیمت جو رستے میں طے ہوئی تھی۔ حضرت بلالؓ نے تول کر مجھے دے دی اور کچھ زیادہ بھی دی۔ پھر میں واپس چلا تو آپؐ نے فرمایا جابر کو میرے پاس بلاؤ۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا اونٹ واپس کر دیں گے اور مجھے اس واپسی سے بڑھ کر اور کوئی بات ناپسند نہ تھی۔ آپؐ نے فرمایا اپنا اونٹ بھی لے لو اور اس کی قیمت بھی اپنے پاس رکھو۔ یعنی حضرت جابر کی توقع کے برعکس۔ ان کا خیال تھا کہ اونٹ واپس کر کے شاید قیمت نہ واپس کرنی پڑے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت بھی رکھو اور اونٹ بھی رکھو۔ آپؐ نے اونٹ کی قیمت واپس نہیں لی۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراء الدواب والحمر حدیث 2097)

معجزات میں تھوڑے سے پانی کے بہت زیادہ ہونے کے ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ اسی غزوہ کے دوران ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! وضو کے لیے اعلان کر دو۔ میں نے کہا سنو! وضو کرو! وضو وضو! میں نے لوگوں میں یہ اعلان تو کر دیا۔ لیکن کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ سے یہ عرض کیا کہ اس وقت تو ہمارے پاس قافلے میں پانی کا قطرہ بھی نہیں پایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ فلاں بن فلاں انصاری کی طرف جاؤ اور دیکھو! کیا اس کی مشک میں کچھ ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا اور اس میں دیکھا تو اس کے مشکیزوں میں سے ایک کے منہ میں ایک قطرہ تھا یعنی بہت تھوڑا پانی تھا۔ اگر میں اسے انڈیلتا تو اس کی خشک جگہ اسے پی جاتی۔ اتنا تھا کہ وہ اس میں سے نکلنا ہی مشکل تھا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! اس مشک کے منہ میں میں نے صرف ایک قطرہ پانی پایا ہے۔ بہت تھوڑا ہے۔ اگر میں اسے انڈیلوں تو اس کا خشک حصہ اسے پی جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔ میں اسے آپؐ کے پاس لایا۔ آپؐ نے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا اور کچھ کہنے لگے۔ دعا کی۔ مجھے نہیں پتہ کیا فرمایا۔ آپؐ اسے اپنے ہاتھ سے دباتے جاتے تھے۔ پھر آپؐ نے مجھے وہ دیا اور فرمایا اے جابر! ایک بڑا ٹب منگواؤ تو میں نے ٹب لا کے اسے آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹب میں اس طرح ہاتھ اٹھایا اور اس طرح پھیلایا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا یعنی کہ ٹب میں یوں ہاتھ پھیلا دیے پھر اپنے ہاتھوں کو ٹب کی تہ تک رکھ دیا۔ پہلے اپنا ہاتھ سارا پھیلایا پھر نیچے تلے تک لے گئے اور فرمایا اے جابر! لو اور میرے ہاتھ پر انڈیلو اور بسم اللہ پڑھو۔ جو بھی قطرے ہیں پانی کے وہ میرے ہاتھ پر انڈیلتے جاؤ۔ میں نے اسے آپ کے ہاتھ پر انڈیلا اور بسم اللہ پڑھ کر میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان پانی چشمے کی طرح جوش مارنے لگا یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر! ہر اس شخص کو پکارو جسے پانی کی ضرورت ہے۔ وہ کہتے ہیں لوگ آئے انہوں نے پانی پیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا کوئی اَور ضرورت مند باقی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگن سے اپنا ہاتھ نکالا اور وہ ٹب بھرا ہوا تھا۔

(مسلم کتاب الزھد والرقائق باب حدیث جابر الطویل......حدیث 3013)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح کے معجزات کی بابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگ ریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اِسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 18) یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کہ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا‘‘ پیٹ بھر دیا ’’اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں‘‘ یعنی نمکین کنوئیں کے پانی میں ’’اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کیے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 65-66)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲ ؍مئی ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالیٰ

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ (بنی اسرائیل: 81)

طالب دعا: مکرم ISLAM KHAN صاحب مرحوم، مکرمہ TAMRUN BIBI صاحبہ مرحومہ (SORO صوبہ اُڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (الاخلاص: 2 تا 5)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 02 جنوری 2025ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرمہ امۃ السلام راجیکی صاحبہ
اہلیہ مکرم مولوی مبشر احمد راجیکی صاحب مرحوم
(آلڈرشاٹ نارتھ۔ یوکے)

27 دسمبر 2024ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی بہو اور مکرم چودھری فیض احمد کاہلوں صاحب مرحوم آف قادرآباد ضلع سیالکوٹ کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، سادہ مزاج، خلافت سے والہانہ عقیدت رکھنے والی ایک نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کو عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ شادی کے پانچ سال بعد آپ کے شوہر کی وفات ہوگئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹا شامل ہے۔ آپ کے بیٹے مکرم عطاء النور راجیکی صاحب عملہ حفاظت (اسلام آباد UK) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ زبیدہ خانم صاحبہ
بنت مکرم شیخ محمد عظیم صاحب
(بکسلے اینڈ گرینچ۔ یوکے)

26 دسمبر 2024ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے ایم اے اردو اور انگلش کی ڈگری حاصل کی ہوئی تھی۔ ڈیرہ اسماعیل خان، تربیلا اور لاہور میں بطور پرنسپل کام کیا۔ تبلیغی میدان میں بہت سرگرم تھیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں شدید مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے خلاف اخبارات میں مضامین چھپے اور قتل کی دھمکیاں بھی ملتی رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ تربیلا میں بطور صدر لجنہ اماء اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ برطانیہ آنے کے بعد یہاں بھی لجنہ اماء اللہ میں بڑی ایکٹو تھیں۔ آپ نے دو بیعتیں بھی کروائیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا، بہو، ایک پوتی اور دو پوتے شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم چودھری محمد یوسف صاحب
(ٹورانٹو۔ کینیڈا)

27 نومبر 2024ء کو بریمپٹن کینیڈا میں 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو 1970ء میں 17 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق ملی۔ مرحوم نے نیشنل سیکرٹری زراعت کینیڈا کے علاوہ مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ قبل ازیں جماعت کراچی میں بھی مختلف خدمات بجالاتے رہے۔ کراچی میں آپ کو اسیر راہ مولا ہونے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، حلیم طبع، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ضرورت مندوں کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 4 بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم سلمان طارق صاحب بطور مبلغ سلسلہ میری لینڈ (امریکہ) میں خدمت بجالارہے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الرحیم صاحبہ
اہلیہ مکرم میر مظہر الحق صاحب
(آف شموگہ صوبہ کرناٹک۔ انڈیا)

11 اگست 2024ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کا پرانے احمدی خاندان سے تعلق تھا۔ آپ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، غریب پرور، ہمدرد، نظام جماعت اور عہدیداران کا احترام کرنے والی ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ لجنہ کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ 2020ء سے ضلعی صدر لجنہ کے طور پر خدمت بجالارہی تھیں۔ بہت سے بچوں کو قرآن مجید بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے مکرم طارق احمد ادریس صاحب (مربی سلسلہ) اخبار بدر قادیان میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(3) مکرمہ مختاراں بی بی صاحبہ
(ربوہ)

20 دسمبر 2024ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق احمد آباد سانگرہ ضلع چنیوٹ سے تھا۔ شادی کے بعد ملتان چلی گئیں۔ آپ کے شوہر نے جماعت چھوڑ کر ایک غیر از جماعت خاتون سے شادی کرلی تھی۔ اس کٹھن وقت میں آپ نے بڑی ہمت اور حوصلہ سے اکیلے ہی اپنے بچوں کی پرورش کی اور انہیں نظام جماعت کے ساتھ منسلک رکھا۔ آپ نے ملتان میں لوکل صدر لجنہ کے علاوہ مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ 2015ء میں ربوہ منتقل ہو گئیں۔ صوم صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نظارت تعلیم القرآن ووقفِ عارضی ربوہ کی والدہ تھیں۔

(4) مکرم پروفیسر محمد شریف صاحب
(جرمنی)

29 اپریل 2024ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 1965ء میں بیعت کی سعادت پائی۔ قضاء ربوہ میں دس سال بطور قاضی خدمت کرنے کے علاوہ اپنی لوکل جماعت میں بھی مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2018ء میں جرمنی آگئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلافت اور نظام جماعت کے اطاعت گزار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ تمام بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور ان کی اچھی تربیت کی۔ بڑی باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پہلی بیوی سے تین بچے اور دوسری بیوی سے سات بچے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم غضنفر احمد عدنان صاحب جرمنی میں اپنی مجلس میں بطور نائب زعیم اور منتظم مال جبکہ بڑی بیٹی ایک مجلس میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔ آپ مکرم آصف خان صاحب (مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ کینیڈا) کے سسر تھے۔

(5) مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری عبدالمجید صاحب
(گھارو ضلع ٹھٹھہ)

12 نومبر 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے شادی کے بعد اپنے خاوند کے ذریعہ بیعت کی۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، مہمان نواز، ہمدرد، خداترس، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ غریبوں کی دل کھول کر مدد کرتی تھیں۔ اپنے بچوں کی پرورش بہت اچھے طریقے سے کی۔ اپنے اور دوسرے احمدی بچوں کو بڑے شوق سے قرآن کریم پڑھاتی رہیں۔ آپ لمبا عرصہ اپنی مجلس کی صدر لجنہ بھی رہیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁❁

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

سے ارادہ کیا کہ آپ خود اسلامی فوج کے ساتھ ایران کی سرحد پر تشریف لے جائیں اور آپ نے اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔ اسی طرح جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور وہاں کے لوگوں نے اُس وقت تک ہتھیار ڈالنے سے انکار کردیا جب تک کہ خود حضرت عمرؓ وہاں تشریف نہ لائیں، تو اُس وقت بھی حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو ہی اپنے بعد مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا حالانکہ آپ کو کئی ماہ کا سفر درپیش تھا۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ اپنا عندیہ اتنا چھپاتے تھے کہ حضرت عمرؓ اُن کو اپنے پیچھے گورنر مقرر کر دیتے تھے۔ اور اس بات سے ذرا بھی نہیں ڈرتے تھے کہ پیچھے یہ بغاوت کر دیں گے گویا حق چھپانے کی عادت حضرت علیؓ میں انتہا درجہ کی پائی جاتی تھی۔ اگر یہی بات کسی شیعہ عالم کے متعلق کہی جائے تو غالبًا وہ گالیاں دینے لگ جائیگا۔ لیکن ایسی گندی بات حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرتے ہوئے اور ذرا نہیں شرماتے اور درحقیقت وہ اس طرح حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو گالیاں نہیں دیتے بلکہ خود حضرت علیؓ کو گالیاں دیتے ہیں۔ بہرحال جو شخص ابوبکرؓ اور عمرؓ کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر رکھ لیتا ہے اور اُن کی بیعت میں شامل ہوجاتا ہے اور اُن کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ اُس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ دل میں خلافت کو اپنا حق سمجھتا تھا اور حق بھی لیاقت کی وجہ سے نہیں بلکہ منشائے شریعت کے مطابق۔ اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے بنتے ہیں کہ حضرت علیؓ نعوذ باللہ ظاہر کچھ کرتے تھے اور دل میں کچھ رکھتے تھے اور یہ بات حضرت علیؓ کی نسبت امکانی طور پر بھی ذہن میں لانا گناہ ہے۔ کجا یہ کہ اس کے وقوع پر یقین کیا جائے۔ پس اوّل تو حضرت علیؓ کا طریق عمل خود اس خیال کو باطل کر رہا ہے۔ دوسرے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کی آیت بھی شیعوں کے اس خیال کی تردید کرتی ہے کیونکہ یہ آیت بتاتی ہے کہ جن مومنوں میں وہ صفات ہونگی جن کا اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات میں ذکر فرمایا ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔ کیونکہ اَفۡلَحَ کے معنے اپنے مقصد اور مدعا کو حاصل کر لینے اور اس میں کامیاب ہوجانے کے ہوتے ہیں۔ پس اگر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو شیعوں کے نظریہ کے مطابق خلافت کی خواہش تھی اور وہ خلیفہ بن بھی گئے تو صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ وہ کامل مومن تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مذہبی اور سیاسی نظام کی باگ ڈور دے دی اور انہیں دُنیا کا راہنما بنادیا اور یا پھر یہ ماننا پڑیگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت کے باوجود حضرت علیؓ یہی چاہتے تھے کہ ابوبکرؓ خلیفہ ہوجائیں۔ میں نہ بنوں سو خدا نے اُن کی اس خواہش کو پورا کردیا اور حضرت ابوبکرؓ کامیاب ہوگئے۔ لیکن بعد میں حضرت علیؓ کے اتباع نے ہی اُن کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ پس قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کی آیت نے شیعوں کے ان دونوں خیالات کا ردّ کردیا۔ اس خیال کا بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے والوں کی اکثریت نعوذ باللہ منافق تھی اور صرف اڑہائی آدمی پکے مومن تھے اور اس خیال کا بھی کہ خلافت کے اصل مستحق حضرت علیؓ تھے، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے انکا حق غصب کرلیا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 122 تا 123، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو ناقابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالبِ دُعا: نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سمیلہ، صوبہ جھارکھنڈ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

اہل خیبر کی شرارت اور ابو رافع یہودی کا قتل

رمضان 6 ہجری مطابق جنوری 628ء

عبداللہ بن عتیک کی پنڈلی کے شفا پانے کے متعلق بخاری کی روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آیا یہ شفا خارق عادت رنگ میں فوری طور پر وقوع میں آگئی تھی یا یہ کہ آہستہ آہستہ اپنے طبعی کورس کو پورا کر کے ظاہر ہوئی۔ مؤخر الذکر صورت میں یہ ایک عام واقعہ سمجھا جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کا اثر صرف اس قدر متصور ہوگا کہ آپؐ کی دعا کی برکت سے اس چوٹ نے کوئی مستقل اثر نہیں چھوڑا اور کوئی خراب نتیجہ نہیں نکلا بلکہ عبداللہ کی پنڈلی نے بالآخر اپنی اصلی اور پوری طاقت حاصل کر لی اور چوٹ کا اثر کلیۃً زائل ہوگیا،لیکن اگر یہ شفا خارق عادت رنگ میں فوری طور پر وقوع میں آئی تھی تو یقیناً یہ واقعہ خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص کا کرشمہ تھا جو اس نے اپنے رسولؐ کی دعا اور برکت کے نتیجہ میں ظاہر فرمایا اور اس صورت میں اس کی تشریح اس اصولی بحث کے نیچے آئیگی جو ہم اس کتاب کے حصہ دوم میں معجزہ کے عنوان کے تحت درج کر چکے ہیں اور جس کے اعادہ کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر اشارہ کافی ہے کہ اسلام کی تعلیم کی رو سے خدا ہر بات پر قادر ہے اور نہ صرف قادر ہے بلکہ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ وہ اپنی تقدیر عام کو بدل کر اپنی خاص قدرت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے جیسا کہ ہر نبی کے زمانہ میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ صرف شرط یہ ہے کہ کوئی بات خدا کی سنت یا وعدہ یا صفت کے خلاف نہ ہو اور اس میں شہود کا ایسا رنگ نہ پایا جائے جو ایمان کی غرض وغایت کو باطل کر دے۔

ابو رافع کے قتل کے زمانہ کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ بخاری نے زہری کی اتّباع میں اسے معیّن تاریخ دینے کے بغیر مطلقاً کعب بن اشرف کے قتل کے بعد بیان کیا ہے جو بہرحال درست ہے اور غالباً ان واقعات کو متصل کر کے اس لئے بیان کیا ہے کہ ان کی نوعیت ایک سی ہے۔ طبری نے اسے 3 ہجری میں کعب بن اشرف کے واقعہ کے بعد رکھا ہے۔ واقدی نے 4 ہجری میں بیان کیا ہے۔ ابن ہشام نے بروایت ابن اسحاق اسے مطلقاً غزوہ بنوقریظہ کے بعد رکھا ہے جو اواخر 5 ہجری میں ہوا تھا اور اس طرح اسے اوائل 6 ہجری میں سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر ابن سعد نے صراحتاً 6 ہجری میں بیان کیا ہے اور عام مؤرخین نے ابن سعد کی اتباع کی ہے۔ واللہ اعلم

مدینہ میں بارش کا قحط

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائے استسقاء

اسی سال ماہ رمضان میں مدینہ اور اس کے گردو نواح میں دیر تک بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کے آثار پیدا ہونے لگے جس پر صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تکلیف بیان کی اور درخواست کی کہ ان کے لئے بارش کی دعا فرمائی جائے اس پر آپؐ صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر مصلّٰی یعنی عیدگاہ میں تشریف لے گئے اور وہاں قبلہ رخ ہو کر بارش کے لئے دعا فرمائی اور اس کے بعد خدا کے فضل سے بہت جلد بارش ہوگئی۔ اس کے بعد اسلام میں استسقاء کی نماز کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ اس نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں عام نمازوں کی طرح امام مقتدیوں کے آگے تو کھڑا ہوتا ہے مگر قولی دعا کے علاوہ جس میں انسانوں اور جانوروں کی تکلیف کا ذکر کر کے خدا سے بارش کی التجا کی جاتی ہے امام ایک چادر کے کونے پکڑ کر اسے اپنی پیٹھ پر ڈالتا ہے اور پھر اسے اس طرح الٹا دیتا ہے کہ چاروں کونے بدل جاتے ہیں جو گویا زبان حال سے اس بات کی استدعا ہوتی ہے کہ خدایا ہم پر یہ سختی کے دن پوری طرح بدل جائیں اور تیری وہ رحمت جو ہر چیز کے پیچھے مخفی ہوتی ہے تکلیف کے ظاہری پہلوؤں کو کلی طور پر دبا کر باہر آجائے۔

بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور موقع پر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمعہ کے خطبہ کے لئے منبر پر چڑھے ہوئے تھے ایک صحابی نے موسم کی سختی کا ذکر کر کے عرض کیا کہ ”یارسول اللہ! جانور مر رہے ہیں اور سفر کٹھن ہورہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بارش برسائے۔“ آپؐ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارش کے لئے بلند آواز سے دعا فرمائی۔ انس بن مالک جو اس روایت کے راوی ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص خدمت گار تھے بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا،لیکن ابھی ہم مسجد میں ہی تھے اور جمعہ سے فراغت نہیں ہوئی تھی کہ ایک طرف سے بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نمودار ہوا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے وہ سارے آسمان پر چھا گیا اور پھر بارش برسنے لگی اور برابر ایک ہفتہ تک برستی رہی اور اس عرصہ میں ہم نے سورج کی شکل تک نہیں دیکھی (حالانکہ اس ملک میں ایسی صورت بہت شاذ ہوتی ہے) پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ ”یارسول اللہ! بارش نے تو رستے روک دیئے اور چراگاہوں کے غرقاب ہوجانے سے مویشی بھوکے مر رہے ہیں دعا فرمائیں کہ اب اللہ تعالیٰ اس بارش کے سلسلہ کو روک دے۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا اور پھر آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیۡنَا وَلَا عَلَیۡنَا۔الخ

یعنی ”خدایا اب ہم پر اس بارش کے سلسلہ کو بند فرما اور دوسری جگہ جہاں ضرورت ہو وہاں برسا۔“

انسؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

اِسلام میں قبولیت دعا کا مسئلہ

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ بادل نہیں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی اور بادل آگئے اور بارش ہونے لگی اور پھر جب بارش کی کثرت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بارش کے بند ہونے کی دعا فرمائی اور بادل چھٹ گئے اور مطلع صاف ہوگیا۔ یعنی جب یہ باتیں عام قانون قدرت کے ماتحت ظہور پذیر ہوتی ہیں تو پھر اس معروف ومشہور قانون قدرت کے خلاف یہ بات کیونکر ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے بادل نمودار ہوگئے اور پھر دعا سے ہی بادلوں نے پھٹ کر سورج کو رستہ دے دیا؟ سو اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ معاملہ قبولیت دعا کے مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہر مذہب میں اور ہر زمانہ میں اس مسئلہ کو تسلیم کیا گیا ہے اور کم وبیش ہر قوم کے مذہبی بزرگوں کی زندگی میں قبولیت دعا کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ دراصل یہ مسئلہ اپنے بیشتر پہلوؤں میں معجزات کے مسئلہ کے ساتھ مربوط ہے جس کے متعلق ایک اصولی بحث کتاب کے حصہ دوم میں گزر چکی ہے اور ہم اپنے ناظرین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس نوٹ کے ساتھ کتاب کے حصہ دوم کے متعلقہ اوراق بھی ضرور ملاحظہ فرمالیں۔

دعا کا مسئلہ مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے

بات یہ ہے کہ ایسے امور میں استدلالی براہین کو زیادہ دخل نہیں ہوتا بلکہ بحث کا مرکزی نقطہ یہ بات قرار پاتی ہے کہ آیا دعائیں عملاً قبول ہوتی ہیں یا نہیں اور آیا کوئی بات دعا کے نتیجہ میں عملاً وقوع میں آتی ہے یا نہیں۔ اگر دعا کی قبولیت کا نتیجہ عملاً نظر آجائے اور ایسی صورت میں نظر آئے کہ اس میں کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان نہ ہو اور سمجھدار اور معتبر اور صادق القول لوگوں کی ایک جماعت اس کی شاہد ہو اور پھر مختلف قسم کے حالات میں ایسا مشاہدہ بار بار کے تجربہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو اس صورت میں کوئی عقلمند انسان اس کے متعلق شبہ نہیں کرسکتا۔ جب ہم دوسرے امور میں معتبر لوگوں کی شہادت پر اپنے فیصلہ کی بنیاد رکھتے ہیں اور ساری دنیا اس طریق فیصلہ کو قبول کرتی ہے حتیٰ کہ سائنس کے جدید مشاہدات بھی خواہ ان میں کس قدر ہی غیر متوقع اور عجیب وغریب حالات کا انکشاف ہو کم ازکم ابتداءً سائنسدانوں کی شہادت کے ذریعہ ہی قبول کئے جاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سمجھدار اور صادق القول لوگوں کی شہادت کے ہوتے ہوئے جو مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں یکساں پائی جاتی ہے،دعا کی قبولیت اور معجزات وخوارق کے وجود سے انکار کیا جائے۔

مسئلہ دعا اور سائنس کا مشترکہ اصول

اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سائنس کی دریافتیں تو ایسی ہیں کہ ہر شخص جو ان کا علم حاصل کرنا چاہے اور جو رستہ اس علم کے حصول کے لئے مقرر ہے اسے اختیار کرے اور ان آلات اور ذرائع کو استعمال میں لائے جو ان امور کے معلوم کرنے یا تصدیق کرنے کے لئے ضروری ہیں تو وہ انہیں معلوم کرسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! خدا تمہاری آنکھیں کھولے بعینہٖ یہی صورت دعا اور معجزات اور خوارق کے معاملہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ یعنی ان پر بھی یہی ازلی قانون چسپاں ہوتا ہے کہ جو شخص ان کی حقانیت کے تجربہ کرنے کا سچا خواہش مند ہو اور اس رستہ پر گامزن ہو جو اس علم کے حصول کا رستہ ہے اور ان ذرائع کو استعمال کرے جو اس حقیقت کی دریافت کے لئے مقرر ہیں اور اس کوشش میں وہ کسی غلط رستہ کو اختیار کر کے بھٹک نہ جائے تو ناممکن ہے کہ وہ ان صحیح نتائج تک پہنچنے سے محروم رہے جو ہر سچے اور صحیح طریق پر کام کرنے والے کے لئے مقدر ہیں خواہ وہ سائنس کے میدان سے تعلق رکھتا ہو یا کہ روحانیت کے میدان سے۔ کیونکہ دونوں کا منبع خدا کی ذات ہے اور دونوں ایک ہی ازلی حکومت کے نیچے ہیں مگر افسوس ہے کہ دنیا کے علوم کے متعلق تو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بغیر صحیح کوشش اور صحیح جدوجہد کے حاصل نہیں ہو سکتے اور اس لئے وہ دن رات اس کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اپنی غلطیوں کی وجہ سے میدان میں صدہا ناکامیاں بھی دیکھتے ہیں مگر پھر بھی ہمت نہیں ہارتے مگر روحانی میدان میں وہ صرف دل کی خواہش یا منہ سے نکل کر اُڑ جانے والے الفاظ سے تمام مراحل طے کرنا چاہتے ہیں اور جب اس طرح ان کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور ان کا مقصود انہیں حاصل نہیں ہوتا تو وہ مایوس ہو کر اس خواہش کو ہی خیر باد کہہ دیتے ہیں اور اس مقصود کو ایک وہمی چیز قرار دینے لگ جاتے ہیں یقیناً کسی اہم مقصد کے حاصل کرنے کا یہ طریق نہیں۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ الَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا

یعنی ”جو لوگ ہمارے معاملہ میں پوری پوری اور صحیح صحیح کوشش کرتے ہیں ہم ضرور بالضرور ان کے لئے اپنے رستے کھول دیتے ہیں۔“

اب ناظرین خود غور کریں کیا انہوں نے اس معاملہ میں پوری پوری اور صحیح صحیح کوشش سے کام لیا ہے؟ یعنی کیا انہوں نے کم ازکم اس معاملہ میں ایسی کوشش کی ہے جو وہ دنیا میں اہم مقاصد کے لئے کیا کرتے ہیں؟ اگر انہوں نے ایسی کوشش نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنی زبان اور قلم کو بند رکھیں اور ان لوگوں کی شہادت کے متعلق حسن ظنی سے کام لیں جو اس میدان میں اپنی زندگیاں وقف رکھتے ہیں اور جن کے حالات اس بات کے ضامن ہیں کہ وہ کم ازکم مفتری یا مجنون نہیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 725 تا 730، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے

کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ابتدائی حالات

آپ کے شیر ہونے کی علامت روزانہ الفضل میں شائع ہوتی ہے کہ آج اتنے احمدی ہوئے آج اتنے ہوئے۔ دنیا میں کوئی ایسا شیر نہیں جو تین چار سو سے زیادہ شکار سال میں کرسکتا ہو مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال چار پانچ سو آدمیوں کو ان لوگوں سے چھین لیتے ہیں اور ایسے وقت میں لاتے ہیں جب آپ فوت ہو چکے ہیں۔ ہم تو ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے اور ہمیں یقین ہے کہ خود ان میں سے شریف طبقہ بھی اس کی تردید کرے گا۔ انہیں خود سوچنا چاہئے کہ اگر ان گالیوں کا دسواں حصہ بھی ان کے گروؤں کے متعلق استعمال کیا جائے تو ان کی کیا حالت ہوگی۔ ان کو غصہ آئے گا یا نہیں؟ اگر وہ اپنے بزرگوں کی عزت کرانا چاہتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ دوسروں کے بزرگوں کی بھی عزت کریں۔

بعض تقریروں میں کہا گیا ہے کہ ہمارا خاندان اس علاقہ کا قاضی تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے ہمارے دادا کو جائیداد دی تھی۔ ممکن ہے یہ کہنے والا باہر سے آیا ہو۔ مگر اس علاقہ کے بڑے بوڑھوں سے دریافت کرو کہ ہمارا خاندان قاضی تھا یا حاکم۔ اگر ہمارے بزرگ ملوانے تھے تو کیا سکھوں کی چار مسلیں اکٹھی ہو کر ملانوں سے مقابلہ کے لئے آئی تھیں۔ سکھوں کی کل مسلیں پندرہ سولہ تھیں جن میں سے چار نے مل کر قادیان پر حملہ کیا تھا اور اب بھی بسراواں میں قلعوں وغیرہ کے نشانات ہیں جن پر توپیں وغیرہ نصب کی گئیں تھیں۔ کیا یہ چار پانچ مسلیں مل کر کسی مسجد کے امام یا مُلا سے مقابلے کے لئے آئی تھیں۔ ہمارا خاندان خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے اس علاقہ کا حاکم تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کا زمانہ تو بعد کا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ہتک کی ہے۔ مگر یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ میں نے سکھ تاریخ پوری طرح نہیں پڑھی۔ مگر میرے دل میں مہاراجہ صاحب کی عزت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان کی تعریف سنی ہے۔ جن سکھوں کے خلاف آپ نے لکھا ہے وہ طوائف الملوکی کے زمانہ کے تھے اور ایسے زمانہ کو ہر قوم بُرا کہتی ہے اور خود سکھ بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ مگر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے ایک منظّم حکومت قائم کرلی تو اس زمانہ کی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعریف ہی سنی ہے اور اسی وجہ سے میرے دل میں ان کی عزت ہے۔ انہوں نے ایک معمولی زمیندار کا فرزند ہو کر ایسی عقلمندی دکھائی کہ پنجاب میں ایک منظّم حکومت قائم کردی۔ پس یہ بالکل غلط ہے کہ ہم ان کی ہتک کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے یہ گاؤں واپس کیا۔ پس جن کو برا کہا گیا ہے وہ طوائف الملوکی کے زمانہ کے سکھ ہیں۔ بے شک مہاراجہ صاحب نے یہ گاؤں واپس کیا ہے۔ لیکن ہمارے خاندان نے بھی ہمیشہ ان کے خاندان سے وفاداری کی۔ جب انگریزوں سے لڑائیاں ہوئیں تو بعض بڑے بڑے سکھ سرداروں نے روپے لے لے کر علاقے انگریزوں کے حوالے کردیئے اور یہی وجہ ہے کہ آج ان کی جاگیریں موجود ہیں۔ یہاں سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر سکھوں کا ایک گاؤں بھاگووال ہے وہاں سکھ سردار ہیں۔ مگر وہ بھی انگریزوں سے مل گئے تھے۔ تو اس وقت بڑے بڑے سکھ خاندانوں نے بھی انگریزوں کا ساتھ دیا اور مہاراجہ کے خاندان سے غداری کی۔ مگر ہمارے دادا صاحب نے کہا کہ میں نے اس خاندان کا نمک کھایا ہے۔ اس سے غداری نہیں کرسکتا۔ کیا وجہ ہے کہ سکھ زمینداروں کی جاگیریں تو قائم ہیں مگر ہماری چھین لی گئیں۔ اسی غصہ میں انگریزوں نے ہماری جائیداد چھین لی تھی کہ ہمارے دادا صاحب نے سکھوں کے خلاف ان کا ساتھ نہ دیا تھا۔ تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ مہاراجہ صاحب نے سات گاؤں واپس کیے تھے۔ پھر وہ کہاں گئے؟ وہ اسی وجہ سے انگریزوں نے ضبط کر لئے کہ ہمارے دادا صاحب نے ان کا ساتھ نہ دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ ہم نے مہاراجہ صاحب کی نوکری کی ہے۔ ان کے خاندان سے غداری نہیں کرسکتے۔ بھاگووال کے ایک اسّی پچاسی سالہ بوڑھے سکھ کپتان نے مجھے سنایا کہ میرے دادا سناتے تھے کہ ان کو خود سکھ حکومت کے وزیر نے بلا کر کہا کہ انگریز طاقتور ہیں ان کے ساتھ صلح کرلو۔ خواہ مخواہ اپنے آدمی مت مرواؤ۔ مگر ہمارے دادا صاحب نے مہاراجہ صاحب کے خاندان سے بے وفائی نہ کی اور اسی وجہ سے انگریزوں نے ہماری جائیداد ضبط کرلی۔ بعد میں جو کچھ ملا مقدمات سے ملا۔ مگر کیا ملا قادیان کی کچھ زمین دے دی گئی۔ باقی بھینی، ننگل اور کھارا، مالکانِ اعلیٰ کا قرار دے دیا گیا۔ مگر یہ ملکیت اعلیٰ سوائے کاغذ چاٹنے کے کیا ہے۔ یہ برائے نام ملکیت ہے جو اشک شوئی کے طور پر دی گئی اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے دادا صاحب نے غداری پسند نہ کی ہاں جب انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی تو پھر ان سے وفاداری کی ہے۔ پس یہ تعریف کے قابل بات تھی۔ سکھ لیکچراروں کو کہنا چاہئے تھا کہ ہمارے دادا صاحب نے مسلمان ہونے کے باوجود سکھوں سے غداری نہیں کی۔ مگر کہا یہ گیا کہ وہ گھاس منہ میں لے کر مہاراجہ صاحب کے پاس پہنچے کہ کچھ دیا جائے۔ یہ کہنے والے کو معلوم نہیں کہ ہمارے پاس آج تک وہ تحریر موجود ہے جو شاہ فرخ سیر نے ہمارے دادا صاحب کو لکھی ہے۔ اور اس میں ان کو عضدالدولہ کا خطاب اور سات ہزار فوج رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ اگر ہماری جاگیر مہاراجہ صاحب کی دی ہوئی ہے تو ان سے بہت پہلے یہ مناصب کیونکر حاصل ہو گئے۔ فرخ سیر تو اورنگزیب سے قریبی زمانہ میں گزرے ہیں۔ پس ایسی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ سینکڑوں لوگ ابھی تک اس علاقہ میں ایسے موجود ہیں جنہوں نے اپنے باپ داداؤں سے سنا ہوگا کہ ہمارا خاندان یہاں مُلّاں تھا یا حاکم۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب ملتان کے صوبہ نے بغاوت کی تو ہمارے تایا صاحب نے ٹوانوں کے ساتھ مل کر اسے فرو کیا تھا اور اسی وقت سے ٹوانوں اور نون خاندان کے ساتھ ہمارے تعلقات چلے آتے ہیں۔ پس جہاں تک شرافت کا سوال ہے ہمارے خاندان نے سکھ حکومت کے ساتھ نہایت دیانتداری کا برتاؤ کیا اور اس کی سزا کے طور پر انگریزوں نے ہماری جائیداد ضبط کرلی ورنہ سری گوبندر پور کے پاس اب تک ایک گاؤں موجود ہے جس کا نام ہی مغلاں ہے اور وہاں تک ہماری حکومت کی سرحد تھی اور اس علاقہ کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہاں تک ہماری حکومت تھی اور یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے پہلے کی بات ہے۔ آج اگر گالیاں دی جائیں تو اس سے کچھ نہیں بنتا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہم اس علاقہ کے حاکم تھے اور سکھوں کا قادیان پر حملہ کرنا ہی بتاتا ہے کہ یہاں حکومت تھی۔ ہمارے دادا صاحب کپورتھلہ کی ریاست میں چلے گئے۔ تو مہاراجہ کپورتھلہ نے ان کو دو گاؤں پیش کیے۔ گو انہوں نے لیئے نہیں مگر کیا ایسے تحفے ملانوں کو پیش کیے جاتے ہیں؟ اسی احراری ملاں سے پوچھو کہ آج بھی وہاں کسی ملانے کو دو گاؤں پیش کئے جاسکتے ہیں۔ عنایت اللہ صاحب خود ملاں ہیں اور قاضی بھی کہلاتے ہیں۔ پھر ان کا دعویٰ ہے کہ ان کا سارے علاقے پر رعب ہے۔ وہ خود وہاں چلے جائیں اور دیکھ لیں کہ مہاراجہ کپورتھلہ ان کو دو گاؤں پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ اس طرح ملانوں کو دو دو گاؤں دینے لگیں تو دو سال میں ان کی ریاست ختم ہو جائے گی۔ زیادہ سے زیادہ 3، 4 سو گاؤں اس ریاست میں ہوں گے اور اگر وہ دو دو گاؤں تقسیم کرنے لگیں۔ تو دو سو روز میں ان کی ریاست ختم ہو جائے۔ پس ایسی باتوں سے جو تاریخ اور عقل کے خلاف ہوں کچھ فائدہ نہیں۔ بات وہ کرنی چاہئے جو تاریخ اور عقل دونوں کے مطابق ہو اور جس سے امن پیدا ہوتا ہو۔ ہم ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہیں اس لئے ہمارے درمیان فساد والی باتیں نہیں ہونی چاہئے۔ کسی کا یہ خیال کرنا کہ احمدی تھوڑے ہیں اور کوئی بھی قوم انہیں مار سکتی ہے اور ان کے مکان اور جائیدادیں تباہ کرسکتی ہے، بالکل غلط خیال ہے۔ ایک بچہ کو بھی اگر زبردست پہلوان کنوئیں میں پھینکنا چاہے تو وہ بھی مقابلہ کرتا اور اسے دق کردیتا ہے۔ پھر ہمارا تو کسی طاقت پر بھروسہ نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا محافظ ہے۔ تلواروں، ٹکوؤں اور لاٹھیوں کا رعب ہمیں دبا نہیں سکتا اور نہ ہم کسی کو دبانا چاہتے ہیں۔ گو یہ لوگ ہمارے شدید دشمن ہیں۔ مگر ہم پھر بھی ان سے اور ان کی اولادوں سے محبت کرتے ہیں۔ ہم نے ان پر غلبہ ضرور حاصل کرنا ہے مگر تلوار یا بندوق سے نہیں بلکہ دلائل اور پیار سے۔

(خطبات محمود جلد 21 صفحہ 431 تا 435)

۞۞۞۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزئن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دعا : سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کرسکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ۞ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ۞ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالبِ دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

غزوۂ ذی قَرَد، سَرِیّہ حضرت اَبان بن سعیدؓ بطرف نجد اور غزوۂ خیبر کے حالات وواقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31 جنوری 2025 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوۂ خیبر کے موقع پر روانگی کے وقت آنحضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ خیبر کے موقع پر روانگی کے وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو مالِ غنیمت کی غرض سے نکل رہے ہیں وہ میرے ساتھ نہ نکلیں۔ صرف وہ لوگ میرے ساتھ روانہ ہوں جو صرف جہاد میں رغبت رکھتے ہیں۔

سوال: غزوۂ ذِی قَرَد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بہترین گھڑسوار اور بہترین پیادہ کس کو کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ ذِی قَرَد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بہترین گھڑسوار ابوقتادہؓ اور بہترین پیادہ سَلَمَہ بِنْ اَکْوَع ہیں۔

سوال: غزوۂ ذِی قَرَد کے موقع پر آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کو کیوں خدشہ ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ شہید ہو گئے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے اپنے اس غزوہ میں جانے سے پہلے چند صحابہؓ کو دشمن کی طرف روانہ فرمایا تھا اور آپؐ پھر ان کے پیچھے اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ آئے تو دشمن کے لشکر نے انہیں دیکھا اور وہ بھاگ گئے۔ جب مسلمان دشمن کے پڑاؤ کی جگہ پہنچے تو حضرت ابوقتادہؓ کا گھوڑا وہاں موجود تھا جس کی کونچیں کٹی ہوئی تھیں۔ ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ابوقتادہ کے گھوڑے کی تو کونچیں کٹی ہوئی ہیں۔ آنحضور ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور دو مرتبہ فرمایا۔ تیرا بھلا ہو، جنگ میں تیرے کتنے دشمن ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ آگے چل دیے یہاں تک کہ اس جگہ پہنچے جہاں حضرت ابوقتادہؓ اور مَسْعَدَہ نے کشتی کی تھی، تو انہوں نے سمجھا کہ حضرت ابوقتادہؓ چادر میں لپٹے پڑے ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! لگتا ہے کہ ابوقتادہؓ شہید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوقتادہ پر رحم کرے۔ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے عزت بخشی ہے ابوقتادہ تو دشمن کے پیچھے ہے اور رجز پڑھ رہا ہے۔

سوال: کب معلوم ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ شہید نہیں ہوئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لشکر نے جب میرے گھوڑے کو دیکھا کہ اس کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں اور مقتول کو میری چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا تو انہوں نے سمجھا کہ شاید میں شہید ہو گیا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے آگے بڑھے اور چادر ہٹائی تو مَسْعَدَہ کا چہرہ دیکھا۔ ان دونوں نے کہا اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ یا رسول اللہ! یہ مَسْعَدَہ ہے۔ اس پر صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی حضرت ابوقتادہ اونٹنیاں ہانکتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوقتادہؓ! تمہارا چہرہ کامیاب ہو گیا۔ ابوقتادہؓ گھڑسواروں کے سردار ہیں۔ اے ابوقتادہؓ! اللہ تم میں برکت رکھ دے۔

سوال: حضرت سَلَمَہؓ کا دشمن سے ذُوقَرَد میں مقابلے کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس غزوہ میں حضرت سَلَمَہؓ کا دشمن سے ذُوقَرَد میں مقابلے کا ذکر یوں ملتا ہے۔ حضرت سَلَمَہؓ کہتے ہیں کہ میں دشمن کے پیچھے دوڑتا جا رہا تھا یہاں تک کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آنحضور ﷺ کو عزت دی مجھے اپنے پیچھے صحابہؓ نظر نہیں آ رہے تھے اور نہ ہی مجھے ان کا گرد و غبار نظر آ رہا تھا۔ دشمن غروبِ آفتاب سے پہلے ایک گھاٹی میں پہنچ گیا جہاں ذُوقَرَد نام کا ایک چشمہ تھا۔ انہوں نے وہاں سے پانی پینا چاہا تو مجھے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے ہی ہوں تو وہ اس سے ہٹ گئے۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا تو اسے تیر مارا۔ میں نے صبح بھی اسے تیر مارا تھا۔ اب دوسرا تیر اسے مارا اور دونوں تیر اسے لگے۔ وہ دو گھوڑے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو میں نے ان دونوں کو پکڑا اور اتنی دیر میں آنحضرت ﷺ آ گئے تھے تو پھر ان کو لے کے آنحضور ﷺ کی خدمت میں ہانک لایا۔

سوال: اس غزوہ کیلئے آنحضرت ﷺ کتنا عرصہ باہر رہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس غزوہ کے لیے آنحضرت ﷺ مدینہ سے کتنا عرصہ باہر رہے اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کی صبح روانہ ہوئے اور آپؐ نے ایک رات ایک دن ذُوقَرَد میں قیام فرمایا تاکہ دشمن کی کوئی خبر مل سکے۔ پھر سوموار کے دن مدینہ واپس تشریف لائے۔ یوں آپ پانچ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

سوال: اس جنگ میں کون کون سے صحابہؓ شہید ہوئے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کی تفصیل یوں ہے۔ مسلمانوں میں سے حضرت مُحْرِز بن نَضْلَہؓ شہید ہوئے۔ ابنِ ہشام کے مطابق ابنِ وَقّاص بن مُجَزِّز بھی شہید ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت ابوذرؓ کے بیٹے جنگ سے پہلے ہی اونٹوں کے باڑہ میں شہید کر دیے گئے تھے۔

سوال: اس جنگ میں کون کون کفار قتل ہوئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کفار کے بارے میں لکھا ہے کہ کفار میں سے عبدالرحمٰن بن عُیَیْنَہ، حُبَیب بن عُیَیْنَہ، مَسْعَدَہ بن حَکَمَہ فَزَارِی، اَوْبَار اور اس کا بیٹا عَمرو قتل ہوئے۔

سوال: سَرِیَّہ حضرت اَبان بن سعیدؓ کب ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سَرِیَّہ حضرت اَبان بن سعیدؓ بطرف نَجْد کہلاتا ہے۔ یہ سَرِیَّہ محرم سات ہجری میں ہوا جبکہ ایک روایت میں اس سَرِیَّہ کی تاریخ جُمادی الثانی 7 ہجری بیان ہوئی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس سَرِیَّہ کو محرم سات ہجری میں لکھا ہے۔

سوال: حضور انور نے حضرت اَبانؓ کا کیا تعارف بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت اَبانؓ کا تعارف یہ ہے کہ حضرت اَبانؓ کے والد اکابر قریش میں سے تھے۔ ان کے بھائی عمرو اور خالد پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اَبان جنگِ بدر میں مشرکین کی طرف سے شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے صلح حدیبیہ کے دوران حضرت عثمانؓ کو پناہ دی تھی۔ عمرو اور خالد حبشہ سے واپس آئے تو انہوں نے اَبان کو پیغام بھیجا یہاں تک کہ تینوں اکٹھے خیبر کے ایام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اَبان نے اسلام قبول کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت اَبان بن سعیدؓ نے صلح حدیبیہ اور غزوۂ خیبر کے درمیانی عرصہ میں اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت اَبان بحرین پر عامل تھے۔ اس کے بعد وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور شام چلے گئے۔ آپؓ تیرہ ہجری میں شہید ہوئے، ایک روایت کے مطابق ستائیس ہجری کو حضرت عثمانؓ کی خلافت میں وفات پائی۔

سوال: جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تیاری کا علم مدینہ کے یہود کو ہوا تو انکی کیا کیفیت ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تیاری کا علم مدینہ کے یہود کو ہوا تو ان پر یہ امر بہت گراں گزرا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر آپؐ خیبر میں داخل ہو گئے تو خیبر ہلاک ہو جائے گا جیسا کہ بنُوقَینُقاع اور بنونضیر اور بنوقُریظہ ہلاک ہوئے تھے۔

سوال: رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنے مددگار کے ذریعہ مدینہ کے یہودیوں کیلئے کیا خط بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول خاموش نہیں رہا بلکہ اپنے ایک مددگار کے ذریعہ ایک خط فوری طور پر خیبر کے یہود کی طرف بھیجا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ محمد ﷺ تمہاری طرف آنے والے ہیں۔ اپنے بچاؤ کی تدابیر کر لو اور اپنے اموال کو اپنے قلعوں میں داخل کر لو اور آپ ﷺ سے جنگ کے لیے میدان میں آ جاؤ اور ان سے بالکل خوفزدہ نہ ہو۔ تمہاری تعداد بہت ہے اور محمد (ﷺ) کی قوم بہت تھوڑی ہے اور ان کے پاس صرف تھوڑے سے ہتھیار ہیں۔

❁ ❁ ❁

> دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے
> بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے
> اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے
> اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 06 اکتوبر 2006 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البقرہ آیت نمبر 187 کی تلاوت فرمائی: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

سوال: دعا کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آ جاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے‘‘۔

سوال: دعا کے اندر قبولیت کا اثر کب پیدا ہوگا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجے کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بے چینی ہو رہی ہوتی

ہے۔ جب انتہائی درجے کا اضطرار پیدا ہو جاتا ہے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی قبولیت کے آثار اور سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلے سامان آسمان پر کئے جاتے ہیں اس کے بعد وہ زمین پر اثر دکھاتے ہیں۔

سوال: اپنے اور پہلوں کے لئے حصول مغفرت اور دلوں میں سے کینوں کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کون سی دعا سکھائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی وہ اپنے اور پہلوں کے لئے حصول مغفرت اور دلوں میں سے کینوں کو دور کرنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ اس طرح دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب یقیناً تو بہت شفیق اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سوال: مخالفین کے شر سے بچنے اور مغفرت کیلئے اور قوم کے سیدھے راستے پر چلنے کیلئے حضور انور نے کون سی دعا بتائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مخالفین کے شر سے بچنے کیلئے اور مغفرت کے لئے اور قوم کے سیدھے راستے پر چلنے کے لئے ایک دعا ہے۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اے ہمارے رب تجھ پر ہی ہم تو کل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں ان لوگوں کے لئے ابتلاء نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے رب ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔

سوال: غیر ضروری سوالات سے بچنے کیلئے کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دعا غیر ضروری سوالات سے بچنے کے لئے سکھائی ہے۔ وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ کہ اے میرے ربّ یقیناً مَیں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں کہ جس کے مخفی رکھنے کی وجہ کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اور اگر تُو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو مَیں ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

سوال: روحانی ترقی اور مغفرت الٰہی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کون سی دعا سکھائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: روحانی ترقی اور مغفرت الٰہی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے یقیناً ہر چیز پر جسے تو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کن دو مسئلوں کیلئے مبعوث کیا تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔ مَیں ایک کتاب بنانے والا ہوں‘‘۔

سوال: سورہ بقرہ کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سورۃ بقرہ کی آخری آیت ہے جس میں ہمیں مختلف دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کہ اے ہمارے رب ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر ان کے گناہوں کے نتیجہ میں تُو نے ڈالا ہے۔ اور اے ہمارے رب ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے، پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دعا کی تھی پر میری دعا قبول نہیں ہوئی اس بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دعا کی تھی پر میری دعا قبول نہیں ہوئی اللہ سے شکوے ہوتے ہیں کہ اے اللہ کیوں میری دعا قبول نہیں کی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر غور کر رہے ہیں تو یہ بات سامنے رہے گی کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اس کو تمام آئندہ آنے والی باتوں کا بھی علم ہے۔ اس کو یہ بھی علم ہے کہ ہر ایک کے دل میں کیا ہے۔ اس کو یہ بھی پتہ ہے کہ کیا چیز میرے بندے کے لئے ضروری اور فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔ اس لئے کسی قسم کے شکوے کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہئے۔ وہ اپنے بندے کی بعض باتوں کو اس لئے ردّ کرتا ہے کہ وہ انہیں اس کے لئے بہتر نہیں سمجھتا۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بعض وعدے بھی کرتا ہے، ان کو بعض باتیں سمجھا دیتا ہے لیکن اجتہادی غلطی کی وجہ سے بندہ سمجھ نہیں سکتا۔

✿✿✿✿

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 02

میں سوالات کیے ان کا ترجمہ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔

ایک خادم کے جذبات پیش کرتے ہوئے بتایا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں اور حضور انور کا بھی کہ ہمیں ملاقات کا شرف عطا کیا ہے۔

ان کی جانب سے سوال کیا گیا کہ البانیا جماعت کی ویب سائٹ (website) پر اور مختلف ملاقاتوں میں مسلمانوں کی طرف سے جو سوال ہمیں آتے ہیں ان میں سے اکثر کالے جادو کے بارے میں ہوتے ہیں۔ وہ یقین سے کہتے ہیں کہ ان پر کسی نے جادو کیا ہے اور اس کو ہم سے پھر دُور کرنے کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہمیں کیا جواب دینا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ یہ تو ساری وہمی چیزیں ہیں۔ دماغی سوچ ہے، وہم ہے، لوگ متاثر ہو جاتے ہیں۔ انسان کی نفسیات ہے کہ ایک بات اس کو بار بار کہو تو وہ سمجھتا ہے کہ سچی ہے، تو یہی حال ان مسلمانوں کا ہے، یہ کالا جادو ان مسلمانوں پر ہوتا ہے احمدیوں پر کیوں نہیں ہوتا؟ ہمارے پر تو آج تک یہ کالا جادو نہیں ہوا، لوگوں نے بڑی کوششیں بھی کی ہیں۔ اور اگر ان کا بھی ایمان پختہ ہے اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے تو پھر ان پر بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔

تو ایسی حالت میں ایک تو وہموں کو دُور کرنے کے لیے اِستغفار زیادہ کرنا چاہیے اور پھر لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا چاہیے۔ اگر کسی نے شرارت سے کوئی ایسی حرکت کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے انسان کو بچا کے رکھے۔ پھر جو آخری تین سورتیں ہیں وہ پڑھنی چاہئیں تا کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں کے حسد اور ان کے شر سے بچا کے رکھے، شیطان کے شر سے بچا کے رکھے۔

اصل میں تو ان چیزوں کا وجود کوئی نہیں ہے، بعض لوگوں نے بڑے کاروبار بنائے ہوتے ہیں، حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کے بارے میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ ایجنٹ چھوڑے ہوتے ہیں، وہ لوگوں کے گھروں میں بھی چلے جاتے ہیں اور وہاں چھپ کے کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کر دیتے ہیں اور پھر اس کے کچھ عرصہ بعد اس بندے کے دماغ میں ڈالنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ دیکھو تمہارے ساتھ یہ یہ ہوگا اور اس کا علاج یہ ہے کہ تمہارے گھر کے کونے میں فلاں جگہ کوئی چیز چھپی ہوئی ہے اس کو نکالو تو تبھی یہ جادو دُور ہو سکتا ہے اور وہ کیونکہ اس نے پہلے چھپائی ہوتی ہے، وہ آدمی جو گھر کا مالک ہے جا کے دیکھتا ہے تو واقعی وہاں چیز ہوتی ہے۔ تو وہ نکال کے کہتا ہے ہاں! یہ تو تم نے بڑی سچی بات کی۔ اس نے کہا پھر اس کا علاج فلاں پیر صاحب کے پاس ہے۔ اس پیر کے پاس جاؤ، اس دعا گو بزرگ کے پاس جاؤ، وہ دعا سے تمہارا کالا جادو دُور کر دے گا۔ پھر یہ لوگ چلے جاتے ہیں، وہ پیسے لیتا ہے، اس نے اپنے پیسے کمانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

حقیقت میں تو ایک ایماندار شخص کے لیے یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام طاقتوں کا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے بھی بچانے والا ہے تو اس کو دعا کرتے رہنا چاہیے اور اس بات پر یقین کرنا چاہیے کہ یہ کالا جادو مجھ پر اثر انداز نہیں ہوگا اور اگر ایمان پختہ ہے تو اثر انداز نہیں ہوتا۔ کسی پختہ ایمان کے شخص کو دیکھ لیں، کسی احمدی کو دیکھ لیں، اس پر کالا جادو اثر نہیں کرتا۔ اثر اسی پر ہوتا ہے جس کا کمزور ایمان ہو، جو اس بات پر یقین رکھتا ہو۔ بعض دفعہ یہ باتیں بچپن سے ہی دماغوں میں ڈالی جاتی ہیں اور نفسیاتی طور پر اتنا اثر ہو جاتا ہے کہ انسان بڑے ہو کر بھی اس کو اپنے ذہن میں بٹھائے رکھتا ہے۔ اس لیے ہم تو اس بات پر یقین نہیں کرتے۔

حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی کو کالا جادو کرنا ہے تو مجھ پر کر کے دکھا دے، میں پھر مان جاؤں گا۔

2020ء میں بیعت کرنے والے ایک بتیس سالہ خادم کی جانب سے سوال پیش کیا گیا کہ بعض دفعہ بری خبریں یا کوئی مشکل بات بہت زیادہ محسوس کرتا ہوں، وہ باتیں بھی جن کا میرے ساتھ براہ راست تعلق نہیں ہوتا، بعض دفعہ مجھ پر ان کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس کمزوری کو مَیں کیسے دُور کر سکتا ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مضبوط ایمان دے اور ہر ایک شر سے بچا کے رکھے اور جس طرح پہلے میں نے کہا تھا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی اس کا ایک علاج ہے۔ نماز میں، سجدے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری گھبراہٹ، میری بے چینی کو دُور کرے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی دعا سکھائی ہے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری اس پریشانی کو ڈھانپ لے اور مجھے میری طبیعت میں عمل عطا فرمائے۔ اس طرح کی دعائیں کرو تو اللہ تعالیٰ سنتا ہے، قبول کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دُور بھی کر دیتا ہے۔ پھر زیادہ سے زیادہ دُرود شریف پڑھیں اور اِستغفار پڑھیں تو اللہ تعالیٰ پریشانیاں دُور کر دیتا ہے۔

باقی دنیا میں آدمی کی جو زندگی ہے اس میں اتار چڑھاؤ تو آتے رہتے ہیں۔ انسان اچھی خبریں بھی سنتا ہے بری خبریں بھی سنتا ہے، لیکن جب اچھی خبریں سنے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، بری خبریں سنے تو دعا کرے، صدقہ بھی دے۔ صدقہ دینا بھی بہت ضروری ہے، جب آدمی صدقات دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلاؤں، مشکلوں اور پریشانیوں کو دُور بھی کر دیتا ہے۔ دعا اور صدقات دو ہی کام ہیں جو ہمیں کرنے چاہئیں، اسی کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

ایک خادم کا سوال پیش کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں سیاسی اقتدار کے لیے نہیں آیا اور خلافت کی برکت سے جماعت میں ایک بے مثال روحانی اور structural وحدت قائم ہے جبکہ دوسرے لوگ امام مہدی کے انتظار میں سیاسی اقتدار کے انتظار میں ہیں۔ مسلمانوں کو مستقبل میں ایک ہی ہاتھ پر روحانی طاقت کے ساتھ ساتھ سیاسی طاقت

بھی ملے گی یا یہ دونوں الگ الگ امور ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد تو ایک روحانی انقلاب پیدا کرنا تھا اور جب روحانی انقلاب آئے گا تو دنیا میں جو حکومتیں ہیں وہ بھی اور اس کے سربراہ بھی اس سے متاثر ہوں گے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو دینِ واحد پر جمع کرو اور اس کا مطلب یہی تھا کہ مسلمانوں کو اگر دینِ واحد پر جمع کر لو گے، ایک چیز بنا دو گے تو ان میں ایک روحانی انقلاب آ جائے گا اور جب یہ روحانی انقلاب آئے گا تو گو دنیاوی حکومتیں ہر ایک کے پاس علیحدہ علیحدہ رہیں تب بھی وہ اس روحانی انقلاب کی وجہ سے بھائی بھائی بن کے رہیں گے۔

قرآن کریم میں جب سورۃ الحجرات میں یہ لکھا ہے کہ اگر دو حکومتیں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کروا دو اور جب ان میں صلح کروا دو تو وہاں انصاف قائم کرو۔ جب صلح ہو جائے تو پھر انصاف قائم کرو، کسی پر زیادتی نہیں ہونی چاہیے اور اگر کوئی پھر بھی باز نہ آئے تو پھر باقی سب اکٹھے ہو کے اس حکومت یا اس گروپ کو پابند کرو، اس پر حملہ کرو اور ان کو جو اسلام کی اور شریعت کی حدود ہیں ان کے اندر قائم کرو۔ تو یہ مومنوں کے لیے ہے۔ گو دنیا میں ہر جگہ یہ اصول اپلائی ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ اصول بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پتا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ کئی حکومتیں ہوں گی۔ اس وقت تو ایک حکومت تھی، زیادہ سے زیادہ قبیلے تھے اور قبیلوں کو اکٹھا کر کے رکھنے کا ایک مقصد تھا، پھر بھی ایک حکومت قائم تھی۔ لیکن بعد میں حکومتیں ہونی تھیں، جب ساروں کو کہا کہ مختلف حکومتیں ہوں گی، اگر کوئی حکومت دوسری حکومت پر زیادتی کرے جو سیاسی لحاظ سے ہو تو باقی اکٹھی ہو کے اس کی زیادتی کو روکیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو دنیاوی حکومتیں ہیں وہ مسلمانوں میں علیحدہ علیحدہ رہیں گی لیکن روحانی سربراہ ایک ہی ہو گا اور وہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود ہی ہو گا اور اسی بات پر ہم یقین رکھتے ہیں اور یہ نظام خلافت کے تحت تا قیامت چلتا چلا جائے گا اور جب مسیح موعود کو ماننے والی حکومتیں ہوں گی تو آپس میں گو ان کے نظام علیحدہ علیحدہ ہوں گے، ہر علاقے کے لوگ جس طرح قبائلی سردار ہوتے ہیں، علیحدہ علیحدہ قوموں کے بھی سردار ہوں گے، حکومتیں علیحدہ علیحدہ ہوں گی لیکن آپس میں پیار، محبّت اور بھائی چارہ ہو گا، لڑائیاں اور فساد نہیں ہو گا اور اگر ہو گا تو جیسا کہ میں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے اس کا قرآن شریف میں حل بھی بتا دیا ہے کہ کس طرح تم نے حل کرنا ہے۔

تو دوسرے مسلمان وہ بے شک مہدی کے انتظار میں رہیں۔ انہوں نے تو ایک خونی مہدی بنایا ہوا ہے جو تلوار سے سب کچھ کرے گا۔ تلوار سے کیا کرنا ہے؟ مسلمانوں کے پاس تو ابھی طاقت بھی نہیں ہے۔ اگر اسلحہ خریدنا چاہتے ہیں تو غیروں سے مانگتے ہیں۔ لڑائی کرنے جاتے ہیں تو بڑی حکومتوں کی طرف دیکھتے ہیں۔

آج کل اسرائیل اور حماس کی لڑائی ہو رہی ہے تو وہاں اسرائیل ظلم کر رہا ہے۔ مسلمان تو اکٹھے ہو کے اپنے فلسطینیوں کو نہیں بچا پا رہے۔ اس لیے یہ اکٹھے نہیں ہوتے کہ اسی انتظار میں بیٹھے ہیں کہ مہدی آئے گا تو کرے گا۔ لیکن حقیقت میں صرف وہ مہدی آئے گا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ امن قائم کرنے والا ہو گا اور مسیح اور مہدی ایک ہی ہوں گے، دو شخصیتیں نہیں ہوں گی۔ اور جب وہ ایک ہو گا تو وہ دین کو بھی پھیلائے گا اور امن بھی قائم کرے گا اور پیار اور محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دے گا۔

اس اصول کو اگر مسلمان سمجھ لیں اور اکٹھے ہو جائیں تو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی پیشگوئی کے مطابق بھیجا ہوا ہے کہ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ: 4) جو تمہارے میں ابھی لوگ شامل نہیں ہوئے وہ تمہاری طرح کے ہی لوگ ہوں گے۔ وہ وہی لوگ ہوں گے جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے والے ہوں گے اور امن اور پیار کی تعلیم دینے والے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے فرمایا تھا کہ ان لوگوں میں سے ہوں گے، فارسی النسل یا غیر عرب ہوں گے، ان میں سے آئے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہاں! اس وقت ایک شخص تو آئے گا جو تمہیں دین پر قائم کرے گا، دوسرا شخص آئے گا جو تلوار سے تمہارے دین کو پھیلائے گا۔ نہیں! تلوار سے تو دین پھیلانا ہی نہیں کیونکہ بخاری میں بڑی واضح حدیث ہے کہ جب مسیح موعود کا زمانہ آئے گا وہ یَضَعُ الْحَرْبَ کرے گا، جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ جب وہ جنگوں کا خاتمہ کرے گا تو ظاہر ہے کہ پھر یہ فساد والی بات تو رہی نہیں اور دعاؤں سے مسئلہ حل ہو گا۔ تو اس لیے اگر دوسرے مسلمان ہیں تو ان کی سمجھ کی کمی ہے اور جن جن کو سمجھ آتی جاتی ہے وہ اسلام اور احمدیت کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں، جس طرح آپ لوگوں نے قبول کیا۔ آپ کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ مسیح اور مہدی ایک شخص ہے تو آپ نے اس کو قبول کر لیا۔ اسی طرح اس پیغام کو آپ نے سمجھا اور قبول کیا تو اس کو دوسروں کو بھی سمجھائیں اور پھیلائیں تا کہ جس طرح آپ کی یہ خواہش ہے کہ مسجد بھر جائے، اس طرح کی ایک مسجد نہیں بلکہ آپ کے ملک میں اس طرح کی کئی مسجدیں بن جائیں اور بھرتی چلی جائیں اور تبلیغ کرنا اور اس کام کو پھیلانا اور اس پیغام کو پھیلانا اور حقیقی اسلام کو دنیا میں قائم کرنا اور اپنے ملک میں قائم کرنا یہ اب آپ کا کام ہے۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ میرا کوئی سوال تو نہیں ہے لیکن میں حضور سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ البانیا جماعت کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں intellectuals میں سے بھی اور ہر قسم کے لوگوں میں سے بھی بہت سارے مخلصین عطا فرمائے تا کہ ہم جماعت کی ترقیات یہاں پر دیکھ سکیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ سب سے زیادہ ہمدردی تو دوسری قوموں کے بجائے ان کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے تو ان کا بھی کام ہے کہ اپنے بھائیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ دعا کریں۔ ان کی قوم ان کے بھائی ہیں اور ان کو تبلیغ بھی کرنی چاہیے، حکمت و دانائی سے پیغام پہنچانا چاہیے اور یہ پہنچاتے رہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ایک وقت ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا کہ ان لوگوں کو مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کے علاوہ چارہ کوئی نہیں ہو گا۔ کس طرح آئے گا؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایسی باتیں بَغۡتَۃً ہی ہوتی ہیں، اچانک ہوتی ہیں اور وہ اچانک ہی ہوا کرتی ہیں اور ایسے سامان اللہ تعالیٰ پیدا فرما دیتا ہے کہ ہو جائیں گی اور یہی ہمارا ایمان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا کہ عیسائیت دنیا میں پھیلی اس کو تین سو سال کا عرصہ لگا لیکن میں مسیح موسویؑ کے نقش قدم پر تو آیا ہوں لیکن مسیح محمدیؐ ہوں اور میں نے اسلام کے پیغام اور تبلیغ کو پھیلانا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ تین سو سال کا عرصہ ابھی نہیں گزرے گا کہ تم دیکھو گے کہ دنیا کی آبادی کی اکثریت اسلام احمدیت میں شامل ہو جائے گی۔ تو وہ اسی طرح ہو گی کہ ہم کوشش بھی کریں اور دعا بھی کریں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ روح پیدا کرتے چلے جائیں کہ تم نے کوشش کرتے چلے جانا ہے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اگر یہ کام کرتی جائے تو ان شاء اللہ یہ تبلیغ کا کام اور اسلام اور احمدیت کے پھیلاؤ کا کام وسیع ہوتا چلا جائے گا۔

اس لیے ان کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی بھی تربیت کریں۔ ان کو بھی دین سکھائیں، ان کو بھی اس طرف راغب کریں کہ انہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل بھی کرنا ہے اور پھیلانا بھی ہے اور خود بھی اس بات کی کوشش کریں اور ان شاء اللہ تعالیٰ پھر ہم دیکھیں گے کہ ان کے ملک میں کیونکہ بہت ساری سعید روحیں ہیں، ان کے لوگوں کی فطرت میں بھی نیکی ہے، اس لیے یہ اسلام اور احمدیت قبول کریں گے۔ ان شاء اللہ

دوران ملاقات ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ حدیث میں جمعہ کے روز سورۃ الکہف کی تلاوت کرنے کی خاص تاکید کیوں کی گئی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حدیث میں تو یہ بھی ہے کہ روزانہ اس کی پہلی اور آخری دس آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ اس میں کیا تعلیم دی ہوئی ہے؟ شروع کی دس آیتوں میں بھی یہی ہے کہ توحید کا قیام اور تثلیث کا انکار اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر آنے کا انکار اور اس بات پر یقین کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، واحد ہے۔ اسی طرح آخری دس آیتیں ہیں، اس میں بھی یہی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔

تو اس کے روزانہ پڑھنے کا مقصد ایک تو یہ ہے صبح شام پڑھو کہ تمہارے اندر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ادراک پیدا ہو اور اس پر قائم ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہو۔ تثلیث کا انکار کرنے والے ہو اور دنیاوی چیزوں سے دُور ہونے والے ہو۔ یہ اس کی حکمت ہے۔

اگر خاص طور پر سورۃ الکہف کی پہلی اور آخری دس آیتوں کے مضمون پر غور کریں گی، تو پتا لگ جائے گا کہ اس میں توحید کا قیام، تثلیث کا انکار اور آنحضرت ﷺ کی بڑائی بیان کی گئی ہے اور باوجود اس کے کہ آپؐ وبشر رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بشر رسول ہونے کے باوجود ان کو بتا دو کہ میرے پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے اور میرے پر اتری ہوئی وحی وہ وحی ہے جو تمہاری روحانی بیماریوں کا بھی علاج ہے اور ہر قسم کے نظام کو صحیح چلانے کا بھی علاج ہے۔ اس لیے اس وحی پر غور کرو اور وہ وحی کیا ہے؟ پورا قرآن کریم ہے، اس پر غور کرنا ہو گا۔ تو یہ توجہ دلانے کے لیے ہے۔

تو صرف جمعہ کو نہ پڑھا کریں، جب موقع ملے، عام دنوں میں بھی یہ پڑھنی چاہیے تا کہ وحدانیت پر بھی قائم رہیں، اللہ تعالیٰ پر ایمان میں بھی بڑھیں، آنحضرت ﷺ پر ایمان میں بھی بڑھیں اور شرک سے بھی بچنے کی کوشش ہو اور تثلیث کا بھی انکار ہو اور اسلام کی تبلیغ کو بھی دنیا میں پھیلانے کا ذریعہ بنیں اور اس کے لیے دعائیں بھی کریں۔

ایک بارہ سالہ طفل نے سوال کیا کہ ہم ان لوگوں یا اماموں کے پیچھے جو احمدی نہیں ہیں نماز کیوں نہیں پڑھ سکتے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ پھر یوں ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو پتا لگا کہ بعض غیر احمدی مولوی، مُلّاں کہتے ہیں کہ احمدی کے پیچھے نماز گناہ ہے، جائز نہیں ہے۔ تو انہوں نے پہلے یہ بند کیا اور اپنے لوگوں کو کہا کہ کسی احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اب انہوں نے کہہ دیا کہ نماز نہیں پڑھنی تو ہم نے بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی۔ بلکہ ہم ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ہم نے تو اس زمانے کے امام کو مانا ہے جس کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور جس کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔

پس جو امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا، آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آیا، اگر اس کے ماننے والوں کے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے تو یہ جو لوگوں کے بنائے ہوئے امام ہیں ان کے پیچھے ہم کیوں نماز پڑھیں؟ اس لیے ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے امام کو نہیں مانا تو ہم ان کے بنائے ہوئے امام کو کیوں مانیں؟ ان کا جو امام ہے وہ ان کا بنایا ہوا ہے، بندوں نے اپنا امام بنایا ہے، کھڑے ہو جاؤ نماز پڑھا دو امام بن گیا۔ لیکن ہمارا امام اللہ میاں نے مسیح موعودؑ کو بنایا ہے اور اس کے بعد پھر اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہمارے باقی امام بنے جو ہمیں مسجدوں میں نماز پڑھاتے ہیں۔

اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم احمدی امام بن کے غیر احمدیوں کو لیڈ کر سکتے ہیں لیکن غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں چل سکتے کیونکہ ہم ان سے ایک قدم آگے ہیں۔ ہم نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہر نبی کو مانا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آنے والے مسیح موعود کو مانا اور اس کو امام بنایا تو ہم نے تو امام مان لیا۔ کہتے ہیں امام مہدی نے آنا ہے، امام مہدی کون ہے؟ ہدایت دینے والا۔ تو جب ہدایت والے ہم ہوئے تو پھر ان غیر ہدایت یافتہ لوگوں کے پیچھے ہم کیوں چلیں؟

ایک ممبر جماعت نے ذکر کیا کہ البانیا جماعت کا جلسہ سالانہ ان کی موجودہ مسجد میں منعقد ہوتا ہے، جس

میں مردوں کے لیے الگ جگہ اور مشن ہاؤس کے ہال میں لجنہ کے بیٹھنے کی الگ جگہ ہوتی ہے۔ موصوف نے استفسار کیا کہ کیا مسجد کے ایریا میں کارپٹ بچھانا، اسمبلی ہال میں جوتوں کی اجازت دینا اور نماز کی جگہ پہنچنے سے قبل لوگوں کا جوتے اتار دینا ممکن ہے؟

اس پر حضور انور نے وضاحت فرمائی کہ اس پورے ایریا (area) کو مسجد سمجھا جاتا ہے، خواہ نماز کے لیے کارپٹ (carpet) کی صفیں لگائی جائیں، پورا ہال اپنا تقدس برقرار رکھتا ہے۔ غیر معمولی حالات میں کوئی شخص بعض کاموں کے لیے فرش پر covering بچھا سکتا ہے حالانکہ اس کی اجازت محدود حد تک ہے۔ تاہم اس جگہ کے تقدس کا احترام کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ اب بھی مسجد کا ایک حصہ ہی ہے۔ اس طرح کے فنکشنز (functions) میں مہمان اپنے جوتوں کو ڈسپوزیبل اوورشوکور (disposable overshoe covers) سے ڈھانپ سکتے ہیں اور اگر وہ جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں تو کرسیوں پر بیٹھ سکتے ہیں، تاہم احمدی مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے جوتے اتار کر مسجد کے تقدس کو برقرار رکھنا چاہیے۔ حضور انور نے مزید تاکید فرمائی کہ ایسی صورتوں میں بھی شیٹ بچھانا یا عارضی covering کرنا بہتر ہے اور مسجد کے فلور کو صاف رکھا جائے۔

حضور نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا یہ انتظام احمدیوں کے لیے کیا جاتا ہے یا ان مہمانوں کے لیے جو تقریبات کے لیے مسجد میں آتے ہیں؟ جواب میں سائل نے تصدیق کی کہ یہ مہمانوں کے لیے ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی کہ ایسی صورتوں میں فلور پر ایک چادر پھیلائی جائے یا جوتوں کو ڈھانپنے کے لیے ڈسپوزیبل اوورشوکور استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ حضور انور نے تذکرہ فرمایا کہ بعض غیر معمولی حالات میں ایسا کیا جاسکتا ہے اور بتایا کہ برلن مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایک تقریب منعقد ہوئی تھی اور wall to wall فرش پر شیٹ بچھائی گئی تھی، تاہم حضور انور نے اس بات پر زور دیا کہ اسے معمول نہیں بننا چاہیے۔

ملاقات کے دوران ایک صف اوّل کے ناصر نے حضرت خلیفۃ المسیح سے اپنی والہانہ محبّت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں شاید یہاں پر سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہوں اور کئی دفعہ حضور سے ملاقات کر چکا ہوں، مجھے حضور سے ملنے کا شرف ملا ہے، امسال بھی میں نے حضور سے ملاقات کے لیے جلسہ جرمنی میں شرکت کا ارادہ کیا تھا لیکن بعض رکاوٹوں کی وجہ سے نہ جاسکا۔ اس آن لائن ملاقات کے تناظر میں مزید عرض کیا کہ اگرچہ فزیکلی (physically) ممکن نہیں ہے مگر پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ حضور کو اپنے گلے لگاؤں! فرط جذبات میں موصوف نے اپنا سوال مکمل کرنے کے بعد نیز مکمل جواب سننے کے دوران بڑی عاجزی سے مسلسل اپنے ہاتھ اور بازو معانقہ کے انداز میں حضور انور کی جانب پھیلائے رکھے۔

اس پر حضور انور نے بڑے پُر شفقت انداز میں فرمایا کہ یہ تو ہوائی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خواہش پوری کرے ویسے بھی ہم ملیں اور فزیکلی بھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے، ایک دوسرے سے ملنے کا سامان اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے اور ہماری نیک خواہشات اور ایک دوسرے کے لیے دعائیں اللہ تعالیٰ پوری کرے۔ بایں ہمہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ پیش کر کے جزاک اللہ کہا۔

اس پر موصوف نے مزید کچھ عرض کرنے کی اجازت لیتے ہوئے اظہار کیا کہ میں نے اپنا سر آپ کی خدمت میں جھکا کے رکھا تھا اور آپ نے دعا کی تھی اور آپ کی دعائیں میرے نواسوں کے حق میں پوری ہوئی ہیں، اس کا میں بے حد شکر گزار ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور آئندہ بھی فضل فرماتا چلا جائے۔

اسی طرح موصوف نے عرض کیا کہ نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور بنفس نفیس بھی یہاں تشریف لائیں اور ہم آپ کا بہت دل سے استقبال کریں گے، جس طرح آج یہ سورج اس مسجد پر یہاں چمک رہا ہے آپ کی آمد پر یہ روحانی روشنی سے چمک اٹھے گا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ یہ بھی دعا کریں، میں بھی دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے، سامان پیدا فرمائے جو اس طرح فزیکلی (physically) آنے کے سامان ہو جائیں۔

موصوف نے آخر پر دوبارہ اپنی پُر خلوص محبّت کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک دفعہ پھر سے آپ کو میں گلے لگاتا ہوں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ اور بازو حضور کی جانب بڑھائے تو پیارے سعید آقا نے انتہائی تبسم اور شفقت سے فرمایا جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ اللہ حافظ۔

ایک خادم کی جانب سے سوال کیا گیا کہ ہمیں کیا ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ یہاں اس بڑی مسجد میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو خاص طور پر نوجوانوں کو ہم اکٹھا کر سکیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ آج کل دنیا میں عمومی طور پر اللہ تعالیٰ اور روحانیت سے دُوری کا رجحان ہے تو ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے لوگوں کو قریب لائیں، اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی طرف لوگوں کو توجہ دلائیں اور اس کے لیے جو تجربہ کار لوگ ہیں، پرانے احمدی ہو چکے ہیں جنہیں احمدیت میں دس سے بیس سال ہو گئے، ان کو چاہیے کہ اپنے تجربات لوگوں کے سامنے بیان کریں، اپنی دعاؤں کی قبولیت کے تجربات بیان کریں۔ پھر تاریخ اسلام میں سے، تاریخ احمدیت میں سے اور جو میں مختلف لوگوں کے ایمان افروز واقعات سناتا رہتا ہوں ان کو نوجوانوں کو بیان کریں تا کہ ان کے ایمان میں پختگی پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل پیدا ہو اور جب یہ ہوگا تو وہ پھر مسجد میں عبادت کے لیے بھی آئیں گے اور خود بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس کے علاوہ بعض دنیاوی ایکٹویٹیز ہیں مثلاً اگر یہاں کوئی ملٹی پرپز ہال ہے تو اس ہال میں تھوڑے بہت انڈور گیمز (Indoor Games) کا بھی انتظام کر لیں تا کہ ایک دو نمازیں تو لوگ یہیں آ کے پڑھ لیں۔

اسی طرح نوجوانوں اور نومبائعین کے ذہنوں میں جو سوال اٹھتے ہیں ان کو صرف ایک دفعہ بیعت کرا کے یا نظام میں شامل کر کے چھوڑ نہ دیا کریں بلکہ نوجوانوں، نومبائعین، بچوں کے لیے بھی ایسے پروگرام کریں جو interactive پروگرام ہوں بجائے وفات مسیح، اللہ تعالیٰ کی existence یا اس طرح کے مختلف ٹاپک (topic) پر تقریر کرنے کے کہ یہ بھی کریں، لیکن اس کے ساتھ زیادہ وقت interactive پروگرام ہونا چاہیے۔ جو سوال جواب ہوں، ان سے لوگوں کی، نوجوانوں کی اور نئے آنے والوں کی بھی دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور جب دلچسپی پیدا ہوا اور اس کے تسلی بخش جواب مل جائیں تو پھر ان میں ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تو نوجوانوں اور نومبائعین کو قریب لانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔

دوسرے یہ کہ اپنی اخلاقی حالتوں کو اتنا بہتر کر لیں کہ آپ کا نمونہ، پرانے احمدی جن کو آٹھ دس سال گزر گئے ان کا نمونہ دیکھ کے لوگ خود بخود متاثر ہونا شروع ہو جائیں اور قریب آنے کی کوشش کریں۔ جب وہ آپ کے قریب آئیں گے تو اردو میں محاورہ ہے کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے تو استفادہ کریں گے۔ اسی طرح مومن کی نشانی بھی یہی ہے کہ ایک دوسرے سے جب قربت حاصل ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنوں کی مجلس میں بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جن سے لوگ فائدہ ہی اٹھاتے ہیں نقصان نہیں اٹھاتے۔ اس بات کی طرف زیادہ توجہ کریں۔

ایک سوال کیا گیا کہ فلسطین یا یوکرین یا چاہے اسرائیل میں معصوم بچے اور لوگ مر رہے ہیں ان کے لیے جو پُر امن احتجاج ہوتا ہے، کیا ہم اس میں حصہ لے سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے راہنمائی فرمائی کہ بالکل لے سکتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ جو احتجاج آرگنائز کرنے والے ہوتے ہیں وہ بعض دفعہ fanatic قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو اس پُر امن احتجاج کو شدت پسندی میں بدل دیتے ہیں، توڑ پھوڑ شروع کر دیتے ہیں۔ آپ یہاں ان کے لیے احتجاج کر رہے ہیں اور احتجاج کرتے کرتے اپنے ملک کی پراپرٹی کو نقصان پہنچانے لگ جائیں، سڑکوں کے پول توڑنے لگ جائیں، لائٹیں توڑنے لگ جائیں یا بورڈ توڑنے لگ جائیں یا آگیں لگانے لگ جائیں۔ یہ چیزیں غلط ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اس کے حق میں بورڈ اٹھا کے پُر امن احتجاج ہے وہ آپ کر سکتے ہیں۔ اس میں حصہ لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہاں جو بھی احمدی ہیں، یہاں مختلف ملکوں کی جو ایمبیسیز (embassies) ہیں ان کے ایمبیسیڈرز (ambassadors)، سفیروں کو بھی خط لکھیں، اپنے سیاستدانوں کو بھی خط لکھیں کہ فلسطین کے لیے یا مظلوموں کے لیے جو دنیا میں ظلم کی چکّی میں پس رہے ہیں، ان کو کوشش کرنی چاہیے اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا چاہیے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ تو یہ پیغام اگر ہر احمدی کی طرف سے اپنے اپنے حلقے کے سیاستدانوں اور ایمبیسیڈرز کو بھی چلا جائے تو اس کا بھی اچھا اثر پڑے گا اور یہ بھی خاموش احتجاج کا ایک حصہ ہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کے آخر پر سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم کہا اور ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 16 نومبر 2023ء)

✿✿✿✿

ارشاد حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے
تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو
(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✿ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✿ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالب دعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A. TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T. College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affiliated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12241: میں بشریٰ بیگم زوجہ مکرم عبدالعزیز پڈر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 اپریل 1955ء پیدائشی احمدی ساکن: رشی نگر تحصیل وضلع شوپیان صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالیاں اندازاً قیمت -/20,000، زیور نقرئی: بالیاں اندازاً قیمت -/2,000، حق مہر -/50,000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد گنائی   الامۃ : بشریٰ بیگم   گواہ : ریاض احمد پڈر

مسل نمبر12242: میں شاہین اختر زوجہ مکرم نیاز احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 10 اگست 2003ء پیدائشی احمدی ساکن: شیندرہ تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو کانٹے چار گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر ایک لاکھ چون ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد طیب   الامۃ : شاہین اختر   گواہ : سجاد احمد

مسل نمبر12243: میں محمد ارشد ولد مکرم محمد حنیف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 13 فروری 1991ء تاریخ بیعت 2012ء ساکن: شیندرہ تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد حنیف   العبد : محمد ارشد   گواہ : جاوید اقبال راشد

مسل نمبر12244: میں وسیم احمد ولد مکرم محمد بشیر صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 10 اکتوبر 1986ء پیدائشی احمدی ساکن: پٹھانہ تیر تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین ڈیڑھ کنال، ایک کچا مکان جس میں ایک کمرہ، ایک کچن اور ایک باتھروم ہے۔ میرا گزارہ آمداز مزدوری ماہوار -/2,400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عطاء الرحمٰن   العبد : وسیم احمد   گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12245: میں نسیمہ بی زوجہ مکرم محمود احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 2 مئی 1970ء پیدائشی احمدی ساکن: مہنڈر، منکوٹ تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ کل ترکہ شوہر کا 20 کنال زمین جس میں سے خاکسار کا 1/8 کے حساب سے 35 مرلہ بنتا ہے، مکان زیر تعمیر ہے جس میں چار کمرے ایک کچن ہیں اس میں سے بھی 1/8 واں حصہ ہے۔ حق مہر -/10,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبشر علی   الامۃ : نسیمہ بی   گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12246: میں آصف النساء زوجہ مکرم مبشر علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 18 جنوری 2003ء پیدائشی احمدی ساکن: مہنڈر منکوٹ تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک ہار، 2 کانٹے، ایک انگوٹھی، ایک تیلا (تمام زیورات 2 تولہ 22 کیریٹ) حق مہر ایک لاکھ 20 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبشر علی   الامۃ : آصف النساء   گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12247: میں صائمہ کوثر زوجہ مکرم ذوالفقار علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 3 اگست 1993ء پیدائشی احمدی ساکن: مہنڈر و منکوٹ تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونے کے عوض نقدی -/4,000 روپے دیئے گئے۔ حق مہر -/1,00,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالباسط   الامۃ : صائمہ کوثر   گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12248: میں طاہرہ پروین زوجہ مکرم معروف حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم مارچ 1995ء پیدائشی احمدی ساکن: درہ دلیاں ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 9 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد کوکا، دو ٹاپس (تمام زیورات 3 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/50,000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : باسط رسول ڈار   الامۃ : طاہرہ پروین   گواہ : سجاد احمد شبنم

مسل نمبر12249: میں گلناز اختر زوجہ مکرم محمد نسیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم اپریل 1995ء پیدائشی احمدی ساکن: درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ناک کا ایک کوکا، دو کان کے ٹاپس (وزن تین گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/1,40,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : باسط رسول ڈار   الامۃ : گلناز اختر   گواہ : سجاد احمد شبنم

مسل نمبر12250: میں روبینہ کوثر زوجہ مکرم فرید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم اکتوبر 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 40 ہزار روپے (بصورت زیور -/26,000 باقی -/14,000 رقم کی صورت میں ہے) جس میں زیور طلائی: دو کانٹے اور ایک انگوٹھی وزن پانچ گرام 22 کیریٹ ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سجاد احمد شبنم   الامۃ : روبینہ کوثر   گواہ : باسط رسول ڈار

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

یاد رکھیں کہ آپ کا مقصد صرف ڈگری حاصل کرنا نہیں ہونا چاہئے
بلکہ جماعت کی خدمت کے لیے اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے لیے اس علم کو مؤثر طریق پر استعمال کرنا آپ کا اصل مقصود ہونا چاہئے

جماعت کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو مزید نکھاریں
چاہے وہ تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہوں یا کسی اور شعبہ سے آپ کو ہمیشہ جماعت کی خدمت کے لیے تیار رہنا چاہئے
آپ کی تعلیم کا مقصد صرف ذاتی ترقی نہیں بلکہ پوری جماعت کی ترقی اور اسلام کی خدمت ہے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عائشہ اکیڈمی جرمنی کی پہلی تقریب تقسیم اسناد کے موقعہ پر بصیرت افروز خصوصی پیغام

فارغ التحصیل طالبات عائشہ اکیڈمی جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عائشہ اکیڈمی جرمنی کا پہلا بیچ اپنی تعلیمات مکمل کرکے گریجوایشن کی اس تقریب میں اسناد حاصل کرنے جارہا ہے۔ یہ ایک تاریخی موقع ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے جماعت جرمنی کی لجنہ کو یہ سعادت بخشی ہے۔آپ نے اس اکیڈمی میں داخلہ لے کر دینی علم حاصل کرنے کا جو عزم کیا تھا اس سے آپ کی ذمہ داری اب اور بھی بڑھ جاتی ہے۔اس علم کو حاصل کرکے آپ نے اسے اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے اور اسے دوسروں میں بھی آگے پھیلانا ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کا مقصد صرف ڈگری حاصل کرنا نہیں ہونا چاہیے بلکہ جماعت کی خدمت کے لیے اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے لیے اس علم کو مؤثر طریق پر استعمال کرنا آپ کا اصل مقصود ہونا چاہیے۔قرآن کریم کی تعلیمات پر مزید غور وفکر کریں۔ اس کے گہرے معانی کو سمجھنے کی کوشش کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تحریرات کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے اپنے دینی علم کو مزید وسعت دیتی چلی جائیں۔ جماعت کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو مزید نکھاریں۔ چاہے وہ تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہوں یا کسی اور شعبہ سے آپ کو ہمیشہ جماعت کی خدمت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔آپ کی تعلیم کا مقصد صرف ذاتی ترقی نہیں بلکہ پوری جماعت کی ترقی اور اسلام کی خدمت ہے۔ آپ نے اپنے علم کو اپنے گھرانوں، اپنی آنے والی نسلوں اور پوری جماعت کے فائدے کے لیے بروئے کار لانا ہے اور اپنی عبادتوں کے معیاروں کو اونچا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔اگر یہ مقصد آپ کے ذہنوں میں نہیں تو پھر اس ادارہ میں درس و تدریس کا سلیبس مکمّل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔اس لیے ہمیشہ اس نصیحت کو اپنے سامنے رکھیں اور جیسا کہ میں نے کہا اسے اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آپ سب کو اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اس میں برکت ڈالے۔آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 11 دسمبر 2024ء)

❁❁❁❁

احمدی طلباء متوجہ ہوں
برائے داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان

جامعہ احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ وہ مقدس ادارہ ہے جہاں سے اب تک سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہوکر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا فریضہ ادا کررہے ہیں۔سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مواقع پر احمدی طلباء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اس مقدس دینی ادارہ سے تعلیم حاصل کرکے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔لہٰذا سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو اور غیر واقفین نو طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیکر دینی تعلیم حاصل کرکے سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔لہٰذا وہ طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ شعبہ وقف نو بھارت یا نظارت تعلیم سے رابطہ کریں اور جلد سے جلد داخلہ فارم برائے جامعہ احمدیہ پُر کرکے مورخہ 30 جون تک دفتر وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) میں بھجوائیں۔

داخلہ کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

(1) میٹرک پاس طالب علم کے لئے عمر کی حد 17 سال اور 2+ پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

(2) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت طلباء کا انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ لے گی اور جامعہ احمدیہ کے لئے Select کریگی۔تحریری ٹیسٹ میں قرآن مجید، اسلام، احمدیت، دینی معلومات، اُردو، انگریزی اور جنرل نالج سے متعلق سوالات ہونگے۔

(3) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلباء کا نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل ٹیسٹ ہوگا۔تحریری ٹیسٹ، انٹرویو اور میڈیکل ٹیسٹ میں پاس ہونے والے طلباء کو سیّدنا حضور انور کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ دیا جائے گا۔

(4) گریجویشن پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی ترجیح دی جائے گی۔داخلہ فارم بذریعہ Mail منگوانے کے لئے ایڈریس:

waqfenau@qadian.in

WAQF-E-NAU DEPARTMENT (NAZARAT TALEEM)

Darul Balaqh, CIVIL LINE , QADIAN

DISTRICT: GURDASPUR, PUNJAB (INDIA) PIN: 143516

CONTACT: 01872-500975, 9988891775

(صدر نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت)

درخواست دُعا

❁ خاکسار کی والدہ محترمہ مہر النساء صاحبہ بیوہ مکرم محمد حنیف صاحب مرحوم سابق پریس فوٹو گرافر آندھرا پردیش دختر سیٹھ محمد علی صاحب آف حیدرآباد بیمار چلی آرہی ہیں۔مکمّل صحت یابی کے لئے نیز خاکسار کی چھوٹی سالی کچھ دنوں سے بیمار ہیں جو کہ مکرم محمد سلیمان صاحب درویش مرحوم کی بیٹی ہیں مکمّل شفاء یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ایم اے سلیم مسٹر انڈیا)

❁ خاکسار کے پوتے عزیزم احتشام احمد ابن مکرم محمد یحییٰ صاحب واقفِ زندگی قادیان کا دہلی ایمس میں دل کا آپریشن ہوا ہے۔شفائے کاملہ وعاجلہ کے لئے نیز بچے کے نیک صالح خادم دین ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔بہت سارے احباب نے بذریعہ فون خاکسار سے اظہار ہمدردی کی ہے اور بچّے کے لئے دعا کی ہے میں اُن سبھی احباب کا مشکور ہوں۔ (محمد سعادت اللہ سابق مربی سلسلہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہئے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 01 May - 2025 Issue. 18

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جنگ موتہ کا ایمان افروز تذکرہ نیز 7 اور 8 ہجری کے بعض سرایا کا بیان

مکرم لئیق احمد چیمہ صاحب شہید مرحوم کا ذکر خیر نیز بعض اور مرحومین کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25/اپریل 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مختلف مہمات کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان میں ایک سریہ غالب بن عبداللہ بطرف فدک کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت بشیر بن سعدؓ شعبان ۷/ہجری میں 30/افراد کے ساتھ فدک میں بنومرّہ کی طرف گئے۔ بنومرّہ نے بشیر بن سعدؓ کے تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے زبیر بن عوّامؓ کو تیار کیا اور ان کے ساتھ دو سو صحابہؓ کو بھجوایا۔ اس مہم میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔

پھر ایک سریہ شجاع بن وہب ہے، یہ سریہ ربیع الاوّل 8/ہجری میں ہوا۔ حضرت شجاعؓ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے، آپؓ نے چالیس برس کی عمر میں جنگِ یمامہ میں شہادت پائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنوہوازن کے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کی اطلاعات مل رہی تھیں۔ ان اطلاعات پر آپؐ نے حضرت شجاعؓ کی قیادت میں 24/سپاہیوں کو روانہ فرمایا۔ حضرت شجاعؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ راتوں کو سفر کرتے ہوئے بنوہوازن تک جا پہنچے اور صبح کے وقت اُن پر حملہ کر دیا، حضرت شجاعؓ نے اپنے ساتھیوں کو تعاقب سے روک دیا اور مالِ غنیمت سمیت مدینے واپس آ گئے۔

اس کے بعد ایک سریہ کعب بن عمیر غفاری کا ذکر ہے، یہ سریہ 8/ربیع الاوّل 8/ہجری کو ہوا۔ آپؐ نے حضرت کعب بن عمیر غفاریؓ کی قیادت میں پندرہ صحابہؓ کو ذات اطلاح کی طرف روانہ فرمایا جو وادی القریٰ کی پشت پر تھا۔ اس سریہ میں تمام صحابہؓ شہید ہو گئے، البتہ ایک صحابی بچ نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ نے اسی وقت ایک لشکر تیار کیا مگر پھر اطلاع ملی کہ وہ لوگ کہیں اور جا چھپے ہیں تو اس پر آپؐ نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ 8/ہجری یا ستمبر 629ء میں ہوا۔ موتہ شام کی سرزمین پر مدینے سے تقریباً 600/میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس غزوے کا سبب مسلمانوں کے قاصد حارث بن عمیرؓ کی دردناک شہادت تھی، جو آپؐ پر بہت گراں گزری تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسان قبیلے کے رئیس کو جو رومی حکومت کی طرف سے بصرہ کا حاکم تھا یا خود قیصر روما کو خط لکھا، اس خط میں غالباً رومی قبائل کی شکایت ہوگی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور انہوں نے پندرہ مسلمانوں کو بے دردی سے قتل بھی کیا ہے۔ یہ خط حضرت حارثؓ کے ہاتھ بھجوایا گیا جو موتہ مقام پر ٹھہرے، جہاں غسان قبیلے کا ایک رئیس شرحبیل انہیں ملا، اور اس نے حضرت حارثؓ کو گرفتار کر کے قتل کروا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حارثؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپؐ نے اِس واقعے اور گذشتہ واقعے کی سزا کے طور پر تین ہزار کا لشکر تیار کروایا اور زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے اور اگر عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمان جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کر لیں۔ نعمان نامی ایک یہودی نے حضرت زیدؓ سے کہا کہ زیدؓ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے نبی ہیں تو تم واپس لوٹ کر نہیں آسکو گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا کہ اس وقت ایک یہودی آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے ابوالقاسم اگر آپ سچے ہیں تو یہ تینوں آدمی ضرور مارے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیتا ہے۔ پھر وہ زید کی طرف مخاطب ہوا اور کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی ہیں تو تم کبھی زندہ واپس نہیں آؤ گے۔ زید نے جواب میں کہا میں واپس آؤں یا نہ آؤں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی ہیں۔ دوسرے دن صبح کے وقت یہ لشکر روانہ ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اس کو چھوڑنے کے لئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی افسری کے بغیر اتنا بڑا لشکر کسی مسلمان جرنیل کے ماتحت کسی اہم کام کیلئے نہیں گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لشکر کے ساتھ چلتے جاتے تھے اور انہیں نصیحتیں کرتے جاتے تھے۔ آخر مدینہ کے باہر اس مقام پر جا کر جہاں سے آپ مدینہ میں داخل ہوئے تھے اور جس جگہ پر عام طور پر مدینہ والے اپنے مسافروں کو رخصت کیا کرتے تھے آپ کھڑے ہو گئے اور کہا میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ جتنے مسلمان ہیں ان سے نیک سلوک کرنے کی۔ تم اللہ کا نام لے کر جنگ پر جاؤ اور تمہارے اور خدا کے دشمن جو شام میں ہیں ان سے جا کر لڑائی کرو۔ جب تم شام میں پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو عبادت گاہوں میں بیٹھ کر خدا کا نام لیتے ہیں تم ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنا اور نہ انہیں تکلیف پہنچانا اور نہ دشمن کے ملک میں کسی عورت کو مارنا اور نہ کسی بچے کو مارنا اور نہ کسی اندھے کو مارنا اور نہ کسی بوڑھے کو مارنا، نہ کوئی درخت کاٹنا نہ عمارت گرانا۔ یہ نصیحت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس لوٹے اور اسلامی لشکر شام کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ واقعہ بالکل اسی طرح پورا ہوا، پہلے حضرت زیدؓ شہید ہوئے، اس کے بعد حضرت جعفرؓ نے لشکر کی کمان سنبھالی اور وہ بھی شہید ہو گئے، اس کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ نے لشکر کی کمان سنبھالی اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ قریب تھا کہ لشکر میں انتشار پیدا ہو جاتا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعض مسلمانوں کے کہنے پر اسلامی جھنڈے کو پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعے مسلمانوں کو فتح دی اور وہ خیریت سے اسلامی لشکر کو واپس لے آئے۔

حضورِانور نے فرمایا ابھی مَیں ایک شہید اور بعض مرحومین کا ذکر کروں گا اور نماز کے بعد ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

مکرم لئیق احمد چیمہ صاحب ابن مکرم چودھری نذیر احمد چیمہ صاحب۔ انہیں 18/اپریل کو کراچی میں ایک ہجوم نے حملہ کر کے اینٹیں اور پتھر مار کر نہایت ظالمانہ طور پر شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید کی عمر 47/سال تھی۔ شہید مرحوم ایک ورک شاپ چلاتے تھے اور ان کی دیانت داری کی وجہ سے ان کا کاروبار کافی وسیع ہو گیا تھا۔ مرحوم موصی تھے، نہایت مستعد جماعتی کارکن، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، محبت کرنے والے، بہت بہادر اور دوسروں کو ہمت دلانے والے، خلافت سے خاص تعلق رکھنے والے، خطبات غور سے سننے والے، جماعتی ڈیوٹیز اور مقدمات کی پیروی میں پیش ہونے کے لیے ہردم تیار رہتے تھے۔ شہادت کے واقعے سے دو روز قبل مخالفین کی جانب سے عدالت میں انہیں دھمکیاں بھی دی گئی تھیں۔ قرآن کریم سے شہید کو والہانہ عشق تھا۔ پسماندگان میں دو بیویاں، اور سات بچے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بہن اور بھائی بھی ہیں۔

حضورِانور نے فرمایا کہ آج بھی قصور کے ایک گاؤں میں ایک نوجوان احمدی کی شہادت کی اطلاع ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی پکڑ کے جلد سامان کرے ان کے لیے اب یہی دُعا ہے کہ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

(2) محترمہ امۃ المصور نوری صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب۔ مرحومہ گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پوتی اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی نواسی اور مرزا داؤد احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ حضورِانور نے فرمایا کہ میری چچازاد بہن تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، متوکل، نیک طبیعت، مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے والی، خاوند کا ساتھ دینے والی، صابر، مخلص خادم دین، قرآن کریم سے محبت رکھنے والی، غریبوں کی ہمدرد، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرنے والی، واقفینِ زندگی کی عزت کرنے والی خاتون تھیں۔

(3) مکرم حسن سانوغو ابوبکر صاحب لوکل مبلغ برکینا فاسو۔ آپ 63/سال کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم لوکل زبان میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے جو ریڈیو پر نشر ہوتا تھا۔ مرحوم نے الازہر یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ مرحوم نیک، تبلیغ کا شوق رکھنے والے، بہادر، بہترین مقرر، خطیب، قرآن کریم سے محبت رکھنے والے، ہنس مکھ انسان تھے۔ حضورِانور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ایسے خدمت کرنے والے جماعت کو ہمیشہ عطا فرماتا رہے۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad